عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۹ شعبان المعظم تا ۶ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۱۹

روزہ کے مسائل

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

رمضان المبارک
آمدِ فصلِ بہار

ابن امیر شریعت

سید عطاء المومن حسنی بخاری

حیات و خدمات

خطاط مسجد نبوی

استاد شفیق الزمان

عالم اسلام کے مایہ ناز خطاط

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

رمضان میں سرکش شیاطین کا قید ہونا

س:...... ماہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیاطین کو پابند سلاسل کردیا جاتا ہے اور سنا ہے کہ پھر وہ رمضان کے بعد ہی رہائی پاتے ہیں اور دنیا میں نازل ہوتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ مثلاً بعض ممالک میں بعض جگہ سے پہلے رمضان ختم ہوجاتا ہے (جیسے اکثر پاکستان سے پہلے عرب ممالک میں) تو کیا پھر وہاں کی سرحدیں شیاطین کے لئے پہلے کھول دی جاتی ہیں اور پاکستان میں شیاطین ان ممالک کے دو روز بعد داخل ہوتے ہیں' یا شیاطین چھوڑنے اور پابند کرنے کا کیا سسٹم ہے؟

ج:...... جہاں رمضان المبارک ہوگا وہاں سرکش شیاطین پابند سلاسل ہوں گے اور جہاں ختم ہوجائے گا وہاں پر سے یہ پابندی بھی ختم ہوجائے گی۔ اس میں اشکال کیا ہے؟

رمضان المبارک کی مسنون عبادات

س:...... ماہ صیام میں دن اور رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی عبادتیں ایسی ہیں جن پر ہم کو عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے؟

ج:...... تراویح' تلاوت کلام پاک' تہجد اور صدقہ وخیرات کے اہتمام کی ترغیب دی گئی ہے۔

بطور تبرع واحسان دی گئی رقم واپس مانگنے کا حق نہیں

س:...... چار ماہ پہلے میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں نے ایک دکان ۱۸ لاکھ مالیت کی ۲۰۰۳ء میں خریدی تھی، جس میں ۱۲ لاکھ روپے میں نے اپنا زیور بیچ کر اور اپنے فنڈز وغیرہ جو مجھے نوکری ختم کرنے پر ملے تھے ادا کئے۔ بقایا ۶ لاکھ روپے میرے شوہر نے اپنی مرضی سے ملائے۔ اس وقت یہ پیسے کسی قرض یا اشتراک کی مد میں نہیں دیے گئے تھے، نہ ہی ایسی کوئی بات طے ہوئی تھی۔ دکان میرے نام لی گئی تھی اور کرایہ پر دے دی گئی، اس کا کرایہ بھی میں ہی وصول اور خرچ کرتی تھی۔ اس کے بعد ۲۰۰۵ء میں میرے شوہر کو اپنے کاروبار میں بھاری نقصان اٹھانا پڑا، جس پر میں نے اپنا ایک ذاتی گھر اور ایک دوسری دکان جو خالصتاً میری ملکیت تھی، بیچ کر ۲۲ لاکھ روپے اسے دیے جس سے اس نے پھر کاروبار شروع کیا۔ یہ رقم بھی کسی قرض یا اشتراک کی مد میں، میں نے نہیں دی تھی۔ اس دوران میرا شوہر مسلسل یہ کہتا رہا کہ میں پہلی دکان بچوں میں تقسیم کردوں، بچے چونکہ اس وقت چھوٹے تھے میں نے ایسا نہ کیا۔ بعد ازاں ۱۶-۲۰۱۷ء میں، میں نے شوہر اور دوسرے دو بچوں کے علم میں لاکر دکان بیٹے کے نام کردی اور مکمل طور پر اسے بااختیار کردیا۔ کرایہ کی وصولی اور اخراجات وغیرہ بیٹا ہی کرتا ہے۔ اب طلاق کے بعد سابقہ شوہر اپنے ان ۶ لاکھ کا مطالبہ کرتا ہے، جو اس نے دکان خریدتے وقت ملائے تھے، وہ بھی آج کی مالیت کے حساب سے، جو کہ ۳۳ لاکھ مانگ رہا ہے، جبکہ میرے پاس دینے کے لئے اب کچھ نہیں ہے۔ براہ کرم اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں کہ اب کیا کروں؟

ج:...... آپ کے سابقہ شوہر نے دکان نمبر ا کی خریداری میں جو چھ لاکھ روپے شامل کئے تھے نہ وہ بطور قرض کے تھے اور نہ ہی اشتراک کے لئے تھے، کیونکہ رقم دیتے وقت انہوں نے ایسی کوئی وضاحت نہیں کی تھی بلکہ یہ دکان آپ کے نام کرکے مکمل قبضہ واختیار آپ کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد بھی انہوں نے کبھی اس میں کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ لہٰذا اب یہ دکان آپ کی ملکیت ہے۔ آپ کے سابقہ شوہر کا اس میں شرعاً وقانوناً کوئی حصہ نہیں بنتا اور نہ ہی وہ آپ سے یا بچوں سے کسی حصہ کا کوئی مطالبہ کرسکتے ہیں۔ جیسے بیوی نے شوہر کو ۲۲ لاکھ روپے بطور تبرع واحسان کے دیے تھے، یہی حکم شوہر کے دیے ہوئے چھ لاکھ روپے کا ہے۔ اب یہ دونوں ایک دوسرے سے کسی رقم کے مطالبہ کا حق نہیں رکھتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
کراچی

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۹ رشعبان المعظم تا۶ ررمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رمئی ۲۰۱۸ء شمارہ: ۱۹

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

استقبالِ رمضان	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان المبارک... آمد فصلِ بہار	۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزادوں گا	۹	مولانا ندیم الواجدی
روزہ کے مسائل	۱۱	مولانا عبدالمالک حیات
نبی رحمت ﷺ بچوں کے درمیان (۲)	۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن حسنی بخاریؒ	۱۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ	۱۷	حضرت مولانا زاہد الراشدی
خطاطِ مسجد نبوی، استاذ شفیق الزمان	۱۹	محترم جناب ارشد خرم صاحب
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۲	ادارہ
نزولِ عیسیٰ علیہ السلام	۲۵	حافظ عبیداللہ
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر (۲۰)	۲۷	مولانا فضل محمد یوسف زئی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

جہاد فی سبیل اللہ وشہادت

حدیث قدسی ۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم، البتہ میں ظالم سے جلدی یا دیر تاخیر کے ساتھ بدلہ ضرور لیتا ہوں اور بے شک میں اس شخص سے بھی بدلہ لیتا ہوں جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور وہ مظلوم کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا تھا اور باوجود قدرت کے مظلوم کی مدد نہیں کی۔ (ابوالشیخ) یعنی وہ بھی ایک قسم کا ظالم ہے جو باوجود قدرت کے مظلوم کی مدد نہ کرے۔

حدیث قدسی ۲: حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندوں میں سے جو بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی غرض سے نکلتا ہے، میں اس کے لئے دو باتوں کا ضامن ہوتا ہوں، اگر اس کو واپس لاؤں گا تو اجر و ثواب یا غنیمت کے مال کے ساتھ واپس لاؤں گا اور اگر کسی کو قبض کر لوں گا تو اس کی بخشش کر دوں گا۔ (نسائی) دو باتوں میں سے ایک بات ہوگی زندہ آیا تو ثواب یا مال غنیمت لے کر آیا اور اگر شہید ہو گیا تو بخشا گیا۔

حدیث قدسی ۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے مجاہد فی سبیل اللہ میری ضمانت میں ہے، اگر اس کو قبض کر لوں گا تو جنت کا وارث بنا دوں گا، واپس لاؤں تو اجر یا مال غنیمت کے ساتھ واپس لاؤں گا۔ (بخاری)

حدیث قدسی ۴: حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت: "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون" کا مطلب دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ہم نے اس آیت کا مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ شہدا کی روح سبز پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہیں، ان کے لئے قندیلیں ہیں جو عرش الٰہی میں لٹکی رہتی ہیں، یہ ارواح جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور ان قندیلوں میں واپس آ کر آرام کرتی ہیں۔ ان کا پروردگار ان کی جانب متوجہ ہو کر فرماتا ہے، تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ یہ عرض کرتے ہیں کس چیز کی خواہش کا اظہار کریں، حالانکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، اللہ ان سے تین مرتبہ اسی قسم کا سوال کرتے ہیں اور ان سے ان کی خواہش دریافت کرتے ہیں، جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوال کا سلسلہ جاری ہے تو عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ارواح کو دوبارہ ہمارے اجسام میں لوٹا دے تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل کئے جائیں، پس جب پروردگار دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی حاجت سوائے اس کے نہیں تو ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ (مسلم)

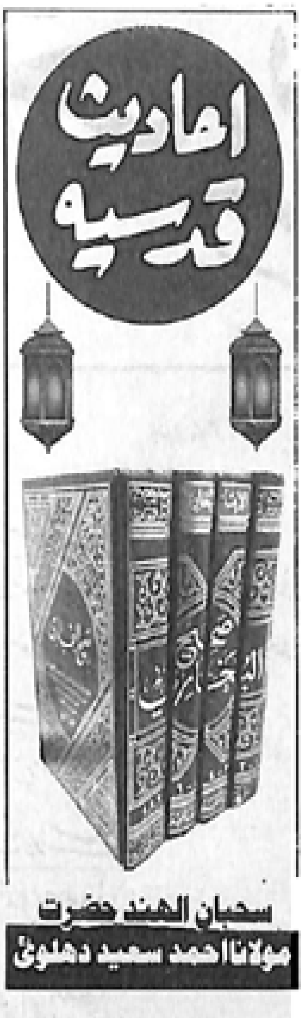

نماز اور معذورین

س:...... بڑی عمر میں اکثر لوگ اپنی یادداشت کھو بیٹھتے ہیں یا ان کی یادداشت کمزور پڑ جاتی ہے اور ان کا بھول کا غلبہ بڑھ جاتا ہے تو ایسے شخص کی نماز کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسا شخص نماز کے علاوہ روزمرہ کے تمام کام کاج کی سمجھ رکھتا ہے اور وقت پر وہ تمام کام کاج از خود ادا کر رہا ہے تو ایسا شخص نماز ادا کرنے کا پابند ہے اور اپنی اسی حالت کے ساتھ ہر نماز کے وقت نماز ادا کرے۔ اس حالت والے شخص کے لئے اتنی رعایت تو کی جا سکتی ہے کہ ہر رکن کی ادائیگی کے لئے اس نماز سے باہر کا کوئی شخص اس کی راہنمائی کرتا رہے، لیکن ایسے شخص کو اس وقت تک نماز چھوڑنے کی رعایت نہیں ہے جب تک وہ دوسرے کام کاج کرنے کا ہوش نہ کھو دے۔

تنہا نماز پڑھنے کا طریقہ

س:...... تنہا (اکیلے) نماز پڑھنے کا پورا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... جب نماز پڑھنی ہو تو باوضو پاک صاف ہو کر، پاک کپڑے پہن کر، پاک جگہ پر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور جو نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کر لیں (نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبان سے بھی کہہ لینا بہتر ہے) دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو ناف سے نیچے اس طرح باندھ لیں کہ سیدھا ہاتھ اوپر ہو اور الٹا ہاتھ اس کے نیچے ہو۔ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی الٹے ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ہو اور سیدھے ہاتھ کی پہلی تین انگلیاں الٹے ہاتھ کی کلائی پر ہوں، آخری چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر الٹے ہاتھ کی کلائی پکڑ لیں، نظر سجدے کی جگہ پر رہے اس کے بعد ثنا پڑھیں، یعنی "سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک" اس کے بعد تعوذ پڑھیں، یعنی "اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم" اس کے بعد تسمیہ پڑھیں، یعنی: "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم"، اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھیں، یعنی: "الحمد للّٰہ رب العالمین ○ الرحمٰن الرحیم ○ ملک یوم الدین ○ ایاک نعبد وایاک نستعین ○ اھدنا الصراط المستقیم ○ صراط الذین انعمت علیھم ○ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ○" اس کے بعد آہستہ سے آمین کہیں، اس کے بعد قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کوئی بڑی آیت (جو مقدار میں تین چھوٹی آیات کے برابر ہو) یا تین چھوٹی آیات پڑھیں۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

استقبالِ رمضان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، یہ بہت ہی عظیم الشان مہینہ ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے دن کے روزے فرض کیے ہیں اور رات کے قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔ اس ماہ میں اعمالِ صالحہ کا اجر وثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ یعنی نفل کا اجر وثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر کے حساب سے زائد کیا جاتا ہے۔ برکتوں والے اس ماہ مبارک میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، یہ غم خواری اور غمگساری کا مہینہ ہے، اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ آرہا ہے، اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں کو بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے، جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباً اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے، اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا.... اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔'' (شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند

ہو جاتے ہیں اور شیاطین کو باندھ لیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جنت کو سال بھر رمضان کی وجہ سے مزین کیا جاتا ہے۔ رمضان کی آخری رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت ہوتی ہے، کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا یہ لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ وجہ یہ ہے کہ مزدور جب مزدوری سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کو مزدوری دی جاتی ہے۔

آج مادیت کے اس دور میں ہر آدمی ذلیل دنیا کے پیچھے دوڑ رہا ہے، مرد ہوں یا عورتیں شب و روز حصولِ دنیا کے پیچھے سرگرداں نظر آتے ہیں، حتی کہ اس کی وجہ سے نماز جیسا فریضہ بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے، کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی، جس کی بنا پر آج کا مسلمان، چڑچڑا، نفسیاتی اور ذہنی طور پر الجھاؤ کا شکار نظر آتا ہے جب کہ سکونِ قلب، اطمینان اور راحت وآرام جیسے الفاظ کی حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا معلوم ہوتا ہے۔ ان کے سکون، اطمینان اور راحت وآرام کا سامان اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے، اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلنے میں ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد جیسے فرائض ہم پر لازم کئے ہیں تاکہ انسان اپنے خالق و مالک اور رزاق کی بندگی بجالائے اور اسے صحیح معنوں میں زندگی کا لطف اور سرور میسر ہو۔

اس مبارک ماہ میں اللہ جل شانہ کی رحمتیں سمیٹنے اور پروانۂ نجات حاصل کرنے کے لئے ہمیں رمضان کا بھرپور استقبال کرنا چاہئے۔ رمضان کے اوقات بہت قیمتی ہیں، معلوم نہیں اگلا رمضان ہمیں نصیب ہوگا یا نہیں۔ لہٰذا اپنے روزمرہ کے ضروری امور نمٹا کر رحمت کی ان گھڑیوں کے لئے فراغت حاصل کرنی چاہئے، تاکہ یکسوئی سے تلاوت، تراویح، نوافل، درود شریف، ذکر واذکار اور دیگر خیر کے کاموں میں مشغول رہ سکیں، امید ہے کہ اس طرح نفس کو اس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت ہو جائے گی، اس سرکش نفس کی اصلاح اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہو جائے گا اور تقویٰ کی نعمت نصیب ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ اس ماہ میں چار کام کثرت سے کرنا چاہئیں: ۱:... لا الٰہ الا اللہ کی کثرت، ۲:... استغفار کی کثرت، ۳:... دعاؤں کے ذریعے جنت کا سوال، ۴:... جہنم سے بچنے کی دعا۔

ماہِ رمضان میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی ہمدردی کا معاملہ کریں، اپنے ماتحتوں اور خادموں کا بوجھ ہلکا کریں۔ خصوصاً تاجر حضرات سے گزارش ہے کہ اس ماہ میں اشیائے خورد ونوش کی مصنوعی قلت یا ذخیرہ اندوزی کے ذریعے مسلمان بھائیوں کا خون نہ چوسیں۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ جو اشیاء غیر رمضان میں ارزاں اور سستی ہوتی ہیں۔ رمضان میں ان کے دام آسمان سے باتیں کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقہ شدید متاثر ہوتا ہے، ایسی کمائی سے جہاں خیر و برکت اٹھ جاتی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی شر و فساد بھی جنم لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

روزہ افطار کرنے کی مسنون دعائیں

معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: ”اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔“ (ابوداؤد) ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق پر روزہ کھولا۔“

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ۔“ (ابن ماجہ) ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ کی رحمت کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جو ہر چیز کو سمائے ہوئے ہے کہ آپ میرے گناہ معاف فرمادیں۔“

رمضان المبارک

آمدِ فصلِ بہار

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، جو نیکیوں کی فصل بہار ہے اور تہی دامانِ عمل کو بقدر توفیق اس فصل گل سے استفادہ کا موقع فراہم کرتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ماہ مبارک کا اس قدر اہتمام تھا کہ اس کی آمد سے پہلے ہی آپ لوگوں کو اس ماہ کی برکتوں اور سعادتوں کے بارے میں خبردار فرماتے اور عبادت کی طرف خاص طور پر انہیں متوجہ کرتے، اس ماہ کا اصل اور بنیادی عمل روزہ ہے، یعنی صبح طلوع ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانے، پینے اور دوسرے نفسانی تقاضوں سے اپنے آپ کو باز رکھنا، یہ کوئی معمولی عمل نہیں ہے، انسان کے لئے گھنٹے دو گھنٹے بھی بھوکا رہنا دشوار ہو جاتا ہے، بیمار ہو تو پرہیز مشکل ہو جاتا ہے، دنیا کی ساری لذتیں ان ہی خواہشات سے متعلق ہیں، آدمی بطور خود اپنے آپ کو ان سے روک لے، حالاں کہ اس کو روکنے کے لئے نہ کوئی چوکیدار ہو، نہ کوئی قانونی پہرہ دار اور نہ جسمانی مضرت ونقصان کا اندیشہ۔

یہ انسان کی تربیت کا نہایت مؤثر اور بے مثال طریقہ ہے، جس سے مختلف روحانی مقاصد کے تحت اپنے آپ پر قابو کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور انسان کے لئے یہ بات ممکن ہوتی ہے کہ وہ نفس کے گھوڑے کی لگام کو اپنے ہاتھ میں رکھے، جو شخص نفس کی آواز کو دبانے اور خواہشات کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت حاصل کر لے اس کے لئے کسی بھی گناہ سے بچنا چنداں دشوار نہیں، اسی لئے روزہ کو تقویٰ کا باعث قرار دیا گیا اور رمضان کے مہینہ کو صبر کا مہینہ فرمایا گیا۔

لیکن دنیا کی ہر چیز میں صورت اور حقیقت کا ایک فرق پایا جاتا ہے، شیر کی تصویر میں شیر کی طاقت اور آگ کی تصویر میں آگ کی حرارت نہیں آسکتی، شیر کی خوف ناک اور بھیانک اسٹیچوں سے دن رات بچے کھیلتے ہیں اور آگ کی تصویر سے لوگ اپنے گھر سجاتے ہیں؛ لیکن اگر جاں بہ لب زندہ شیر بھی ہو تو اچھے اچھے بہادر بھی قریب جانے کی ہمت نہیں پاتے اور آگ کی ایک چنگاری بھی ہو تو پورے مکان کو سلگانے کے لئے کافی ہے۔

ہاں عبادات میں بھی صورت اور حقیقت کا فرق ہے، محض بھوکا، پیاسا رہنا روزہ کی صورت ہے نہ کہ حقیقت، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جھوٹ بولے اس کا روزہ نہیں، جو غیبت کرے اس کا روزہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ داروں کو روزہ سے بھوک و پیاس کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں، یہ روزہ کی صورتیں ہیں، ایسی صورت جو روح اور زندگی سے خالی ہیں، روزہ تو اس لئے ہے کہ انسان کا سینہ خدا کی محبت سے معمور ہو جائے، اس کا دل سب کچھ کھو کر خدا کو پانے کے جذبہ سے لبریز ہو اور گناہوں کی نفرت اس کے دل میں سما جائے، اس کی نگاہ ایک پاک دامن نگاہ ہو، اس کی زبان قند و نبات کی مٹھاس سے ہم کنار اور ہر طرح کی بدگوئی سے محفوظ ہو، اس کے اعضاء و جوارح کو نیکی سے لذت حاصل ہوتی ہے، گویا ایک عاشق ہے جو اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لئے بھوکا، پیاسا اور دنیا کی لذتوں سے بیگانہ بنا ہوا ہے، اگر روزہ اس کیفیت کے ساتھ رکھا جائے تو یقیناً اس سے نفس کی تربیت ہوگی، انسان کے اندر برائی سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہوگی اور انسان اپنے نفس کی غلامی سے آزاد ہو سکے گا، یہ تربیتی نظام اسے آئندہ گیارہ مہینوں میں بھی خدا کی مرضیات پر قائم رکھے گا، اس لئے روزہ کو حقیقت کی سطح پر رکھنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ یہ خدا کے حکم کو نفس کے حکم پر غالب رکھنے کا ایک عنوان ہے!

اس ماہ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ قرآن کا آغاز ہوا، ہر سال حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قرآن مجید کے ایک ختم کا آپ سے مذاکرہ فرماتے، جس سال وفات ہوئی اس سال آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دو دور فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اس ماہ کو قرآن مجید سے ایک خاص مناسبت ہے، اسی لئے اس مہینہ میں خاص طور پر تراویح کی نماز رکھی گئی کہ اس میں پورا قرآن مجید ختم کیا جائے، تہجد میں بھی زیادہ طویل قیام اور اسی نسبت سے قرأت کا معمول مبارک تھا؛ اسی لئے سلف صالحین کے یہاں اس ماہ میں قرآن مجید کی تلاوت کا بھی خاص اہتمام رہا ہے، اس لئے جہاں رمضان کے دن روزہ کے نور سے منور ہوں، وہیں رمضان کی راتیں تلاوتِ قرآن سے آباد ہونی چاہئے، یہ ہماری کم نصیبی ہے کہ خدا کی آخری اور کائنات میں موجودہ واحد سچی کتاب اس امت کے پاس ہے، جس کا حق یہ تھا کہ مسلمان کا کوئی دن اس کی تلاوت سے خالی نہ ہو؛ لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ پورا سال گزر جاتا ہے اور بہت سے بے توفیقوں کو قرآن مجید کے ایک ختم کی توفیق بھی میسر نہیں آتی، اس لئے یوں تو پورے سال تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن اگر یہ نہ ہو

سکے تو کم سے کم رمضان کو تو ضائع نہ ہونے دیا جائے، عام طور پر بیس منٹ میں ایک پارہ مکمل ہو جاتا ہے، اگر روزانہ صرف ایک گھنٹہ تلاوت کا وقت رکھا جائے تو باآسانی ہر دس دن میں ایک ختم ہو سکتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی وقت ایک گھنٹہ قرآن کے ترجمہ وتفسیر کے مطالعہ کے لئے بھی رکھ لیا جائے تو کیا کہنا!!! ہونا تو یہ چاہئے کہ سال بھر ترجمہ وتفسیر کے مطالعہ کا اہتمام ہو؛ لیکن اگر یہ نہ ہوسکے، تو کم سے کم رمضان میں کسی ایک بڑی سورت، یا منتخب سورتوں ہی کا مطالعہ کرلیا جائے، تاکہ بندہ یہ جان سکے کہ اس کا خدا اس سے کیا کہہ رہا ہے، یہ کیسی محرومی ہے کہ ہمارا خدا ہم سے مخاطب ہو اور ہم اس کی طرف متوجہ نہ ہوں؟ وہ ہم سے بات کرے اور ہم اپنے کان بند کرلیں، اس کا کلام اپنی جلوہ فرمائیوں کے ساتھ ہم پر آشکار ہو اور ہم اپنی آنکھیں موندلیں، کیا اس سے زیادہ حق ناشناسی کی بھی کوئی اور مثال مل سکتی ہے؟

رمضان المبارک کا تیسرا اہم عمل دعاء ہے، یہ دعاء کی قبولیت کا مہینہ ہے، رمضان کی راتوں میں اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو پکارتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طلب گار کہ میں اسے بخش دوں؟ کوئی ہے رزق کا خواست گار کہ میں اسے روزی دوں؟ ہے کوئی ضرورت مند کہ میں اس کی حاجت روائی کروں؟ اس سے زیادہ کم نصیبی کیا ہوگی کہ داتا خود سائل کو طلب کرے اور سائل اپنا دست سوال نہ پھیلائے، تہجد کا وقت دعاء کی قبولیت کا ہے، افطار کے وقت دعاء قبول ہوتی ہے، رمضان المبارک کا آخری عشرہ جس میں شب قدر کا امکان ہے، دعاء کی قبولیت کی خاص ساعتوں پر مشتمل ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب کہ پوری ملت اسلامیہ زخم سے چور ہے اور پورا عالم اسلام یہود و نصاریٰ کے پنجہ استبداد سے کراہ رہا ہے، اور ہر جگہ مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہیں، ان حالات میں دعاء مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے، مگر بدقسمتی سے افطار کے لئے ایک سے ایک کھانے کا انتخاب اور دسترخوان کو خوب سے خوب تر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے؛ لیکن یہ وقت دعاء کی قبولیت اور اللہ سے مانگنے اور اپنے خالق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا ہے، اسی کو فراموش کر دیا جاتا ہے، اس لئے ہم اس ماہ کو دعاء کا مہینہ بنالیں، خدا سے مانگنے اور خدا کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا مہینہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کو غم گساری کا مہینہ (شہر المواساۃ) بھی فرمایا ہے، یعنی جیسے یہ خدا کو راضی کرنے اور اس کے سامنے جھکنے کا مہینہ ہے، اسی طرح یہ خدا کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک اور بہتر برتاؤ کا مہینہ بھی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اس ماہ میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتی تھی، اسی لئے بعض صحابہؓ اس ماہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام فرماتے تھے اور آج کل بھی لوگ خاص طور پر اسی مہینہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں؛ لیکن زکوٰۃ تو ایک لازمی فریضہ ہے اور انفاق کا وہ کم سے کم درجہ ہے جس سے انسان جواب دہی سے بچ سکتا ہے؛ لیکن جیسے رمضان میں فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی طرح زکوٰۃ کے ساتھ عمومی انفاق پر بھی توجہ ہونی چاہئے بہت سے لوگ محتاج وضرورت مند ہوتے ہیں؛ لیکن زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے، بہت سے دینی کام ایسے ہیں جن میں زکوٰۃ کی رقم صرف نہیں کی جاسکتی، ایسے مواقع پر عمومی انفاق امت کے لئے ایک ضرورت ہے اور اصحاب ثروت کو محسوس کرنا چاہئے کہ یہ بھی ان پر ایک حق ہے؛ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا دوسرے حقوق بھی ہیں، ان فی المال لحقا سوی الزکوۃ۔

آیئے ہم عہد کریں کہ ایمان وعمل کی اس فصل بہار سے ہم اس کے تقاضہ کے مطابق فائدہ اٹھائیں گے اور اپنی عملی زندگی کو اس کی خوش بو سے عطر بار کریں گے! ☆☆☆

اباطیل القادیانیہ فی المیزان

نگرام.... لکھنؤ کے مشہور علمی اور ادبی خانوادہ سے تعلق رکھنے والے جناب محمد یوسف نگرامی ندوی کی عربی تالیف ہے۔ اس رسالہ میں موصوف نے قادیانیت کا سیاسی و مذہبی دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے، انہوں نے ثابت کیا ہے کہ کن استعماری سازشوں کی بناء پر یہ فرقہ وجود میں آیا اور کس طرح عجیب وغریب رفتار کے ساتھ پورے عالم میں پھیل گیا۔ غیر منقسم ہندوستان سے لے کر یورپ، برطانیہ اور افریقا تک کس طرح اس نے نہ صرف مذہب وعقیدہ کی رو سے بلکہ سیاسی اور حکومتی سطح پر اہل سنت والجماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، اس ضمن میں انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قادیانیت عصر حاضر میں کس مقام پر ہے؟ کون کون سے مجلات وجرائد ہیں جو قادیانیوں کے ہیں اور قادیانیت کا عالمی صہیونی تحریک سے کیا تعلق ہے۔

یہ رسالہ بنیادی طور پر تین ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب قادیانیت کی نشوونما سے متعلق ہے جس میں عالم اسلام کی اس وقت کی صورت حال کے ساتھ بانیٔ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کا تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے، دوسرے باب میں قادیانیت کے اسلامی مسلمات سے انحراف کی شکلیں بیان کی گئی ہیں، اسی کے ذیل میں قادیانیوں کی قرآن بلکہ کلمۂ توحید میں بھی لفظی ومعنوی تحریف کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے، جب کہ تیسرے اور آخری باب میں قادیانیت کے اغراض ومقاصد اور منصوبوں پر گفتگو کی گئی ہے۔

المجمع الاسلامی العلمی لکھنؤ نے تقریباً سوا سو صفحات پر مشتمل شائع کیا ہے۔

تعارف وتبصرہ: مولانا محمد اصطفاء الحسن کاندھلوی ندوی

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا

مولانا ندیم الواجدی

عربی کی جس عبارت کو اس مضمون کا عنوان بنایا گیا ہے وہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے، روزے کی فضیلت اور اس کے زبردست اجر وثواب کے سلسلے میں اس حدیث کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ اور موطا مالک سمیت حدیث کی تقریباً تمام اہم کتابوں میں موجود ہے، اس کے راوی ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہؓ، ہم یہاں بخاری ومسلم سے اس حدیث کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: بنی آدم کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مگر روزہ کہ وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا (کیونکہ روزہ دار اپنی خواہش نفس، اور اپنا کھانا میرے ہی لئے چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی، یاد رکھو روزہ دار کے منھ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ لطیف اور پسندیدہ ہے، روزہ ڈھال ہے (کہ اس کی وجہ سے بندۂ مومن دنیا میں شیطان کے مکروفریب سے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے محفوظ رہتا ہے) تم میں سے جب بھی کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ فحش گوئی کرے، اور نہ ہنگامہ مچائے، اور اگر کوئی شخص اسے برا کہے یا لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (صحیح البخاری: ۶/۴۷۴، رقم: ۱۷۷۱، وصحیح مسلم: ۶/۱۸، رقم: ۱۹۴۵)

یہاں صرف ایک جزء پر بات کرنی ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا سوال یہ ہے کہ تمام عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں قرآن کریم میں بھی ہے: آپ فرمادیجئے کہ میری نماز، میری تمام عبادتیں، میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (الانعام: ۱۶۲) اس صورت میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ صرف روزہ اللہ کے لئے ہے، پھر ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جزا وسزا کا تمام نظام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہی قیامت کے دن نیکوکاروں کو ان کی نیکی کا اور گنہ گاروں کو ان کے گناہ کا بدلہ دینے والا ہے، اس مضمون کی بے شمار آیات موجود ہیں، پھر آخر روزہ کو کیوں مستثنیٰ کیا گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام عبادات میں صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کا ثواب اللہ خود دے گا۔ باقی عبادتوں کا ثواب دوسروں کے ذریعے ملنے والا ہے؟

شارحین حدیث نے اس سوال کے متعدد جوابات دیئے ہیں، ہر جواب اپنے آپ میں مکمل جواب ہے، جو اشکال حدیث کے ان الفاظ کو پڑھ کر ذہن میں آتا ہے وہ ان جوابات سے بالکل ختم ہوجاتا ہے، ذیل میں یہ تمام جوابات حدیث کی کتابوں سے نقل کیے جاتے ہیں:

(۱) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریا کا کوئی دخل نہیں ہے، یعنی اس کا علم صرف روزہ رکھنے والے کو ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے جو غیب کی تمام باتوں سے واقف ہے، کوئی دوسرا شخص روزے پر مطلع ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا، اس کے برعکس دوسری عبادتیں لوگوں کی نظروں میں آجاتی ہیں، مثلاً: آپ نماز پڑھ رہے ہیں، مسجد کے تمام حاضرین واقف ہیں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں، حج کر رہے ہیں، ہر دیکھنے والا جانتا ہے کہ آپ ارکان حج کی ادائیگی میں مشغول ہیں، زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں، آپ کتنی بھی خاموشی کے ساتھ یہ کام کریں کم از کم زکوٰۃ لینے والا تو اس سے واقف ہی ہے کہ آپ نے فریضہ زکوٰۃ ادا کیا ہے، یا کوئی چیز اسے صدقہ کی ہے، صرف روزہ ہی ایسی عبادت ہے جس سے روزہ دار کے علاوہ کوئی دوسرا واقف نہیں ہوتا، اور چوں کہ کوئی دوسرا واقف نہیں ہوتا اس لئے اس میں نام ونمود کی طلب اور ریاکاری کا بھی کوئی خطرہ نہیں ہوتا، الا یہ کہ ہم خود اپنے روزے کا اعلان کرتے پھریں، ایسی بے ریا عبادت کا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نسبت اپنی طرف کریں۔

(۲) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نیکیوں کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہے، بلکہ بعض مقامات کے شرف کی بنا پر یہ اجر اور بھی بڑھ جاتا ہے، جیسے مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اس کے پیش نظر شارحین حدیث نے انا

اجزی بہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ روزے کے ثواب کی مقدار اور اس کی وجہ سے ہونے والی تضعیف حسنات کو میں ہی جانتا ہوں جب کہ دوسری عبادات ایسی ہیں جن کی جزاء کا اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں کو بھی علم ہے، گویا روزے کی جزا بھی باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کی مقدار کا علم بھی اللہ ہی کو ہے۔

(۳) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ روزہ مجھے تمام عبادات میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(۴) اللہ رب العزت کھانے پینے، اور نفسانی خواہشات سے مستغنی ہے، بندہ کم از کم روزہ کی حالت میں ان چیزوں سے پرہیز کرتا ہے، اس طرح وہ اللہ تعالیٰ سے خصوصی تقرب حاصل کرلیتا ہے، الصوم لی روزہ میرے لئے ہے فرما کر اسی ثواب کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

(۵) اسی طرح کھانے پینے اور خواہشات سے استغناء فرشتوں کا وصف ہے جو خدا کی مقرب مخلوق ہے، مومن جب روزہ رکھتا ہے تو وہ ملائکہ کے مشابہ ہونے کی بناپر اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوجاتا ہے۔

(۶) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس میں بندے کے لئے کسی قسم کی کوئی منفعت نہیں ہے، کوئی حظ نہیں ہے۔

(۷) روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو کسی غیر اللہ کے لئے نہ کی گئی ہے نہ کی جاتی ہے اس کے برعکس رکوع، سجود اور طواف وغیرہ غیر اللہ کے لئے بھی ہوتے ہیں۔

(۸) روزہ کے علاوہ جتنی عبادتیں ہیں وہ قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ بنیں گی اور ان کے ذریعے بندوں کے واجب الاداء حقوق چکائے جائیں گے، یہاں تک کہ جب یہ عبادتیں ختم ہوجائیں گی اور صرف روزہ باقی رہ جائے گا اس وقت روزہ کو بقیہ واجب الاداء حقوق کا کفارہ نہیں بنایا جائے گا بلکہ اللہ رب العزت اپنی جانب سے اصحاب حقوق کو بہتر جزا عطا فرمائیں گے، روزہ کی جزاء کو ان حقوق کا کفارہ نہیں بنایا جائے گا، بلکہ اس کے عوض روزہ دار کو جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

(۹) روزہ ایک ایسی مخفی عبادت ہے جس پر سوائے باری تعالیٰ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ فرشتوں سے بھی مخفی رہتا ہے، کراماً کاتبین بھی اسے نہیں لکھتے۔ اسی لئے حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے یہ توجیہ ارشاد فرمائی ہے کہ روزہ کی جزا بلا واسطہ ملائکہ ہم خود دیں گے جب کہ دوسری عبادات کی جزاء میں فرشتوں کا واسطہ ہوگا۔

(۱۰) روزہ میں صبر کا عنصر زیادہ ہے، اس میں ترک لذات پر صبر ہے، ترک شہوات پر صبر ہے، اس عبادت کے دوران بندے کو جس قدر صبر اور آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے اس سے زیادہ کسی اور عبادت میں نہیں گزرنا پڑتا اور صبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے: صبر کرنے والوں کو بلاحساب اجر دیا جائے گا۔ (الزمر:۱۰)

تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے (فتح الباری: ۴/ ۱۰۷ التعلیق الصبیح: ۲/ ۱۷۳، نفحات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح: ۳/ ۱۶۸، درس ترمذی: ۲/ ۶۰۴) روزہ کی عبادت کا اس سے بڑھ اور کیا شرف ہوگا کہ اللہ نے اس کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے، اور وہ خود ہی روز قیامت اس کی جزاء بھی دے گا، باقی اعمال کا اجر تو ہمیں معلوم ہے کہ ان کا اجر دس گنا بھی ہوسکتا ہے، اور سات گنا بھی، بلکہ ایک لاکھ گنا تک بھی ہے، لیکن تنہا روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا اجر نا معلوم ہے، اگر معلوم ہے تو یہ کہ جو اجر روزہ داروں کو ملنے والا ہے وہ بے حساب ہے، نہ اسے کسی ترازو سے تولا جاسکتا ہے، نہ کسی پیمانے سے ناپا جاسکتا ہے، اور نہ اسے شمار کیا جاسکتا ہے، اللہ ہی جانتا ہے اس اجر کے بارے میں بھی اور اس کی کمیت اور کیفیت کے بارے میں بھی۔

☆☆.............☆☆

عنایت پور میں خطبۂ جمعہ

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ، ناظم اعلیٰ اور مرکزی نائب امیر رہے اور پوری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری میں گزار کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کے فرزند اکبر مولانا عطاء الرحمٰن آپ کے جانشین قرار پائے۔ آپ نے اپنے آبائی علاقہ عنایت پور میں ''مطالب العلوم'' کے نام سے مدرسہ اور اس سے ملحق مسجد تعمیر کرائی اور ان کی بھرپور سرپرستی کی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزندان گرامی مولانا عطاء الرحمٰن، قاری ضیاء الرحمٰن نے مسجد ومدرسہ کی آبیاری میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔ مدرسہ میں درجۂ کتب کا آغاز بھی کردیا گیا ہے۔ متوسطہ کی کلاس اس سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا امتحان دے چکی ہے۔ حضرت مولانا کی وفات کے بعد راقم سال میں ایک جمعہ آپ کی یاد کے طور پر عنایت پور میں آپ کی مسجد میں حاضری دیتا ہے۔ امسال ۱۳؍اپریل جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مولانا کی قائم کردہ مسجد میں دیا اور مولانا کے عظیم کارناموں پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

روزہ کے مسائل

مولانا عبدالمالک حیات، لاہور

وہ امور جو روزے میں مکروہ نہیں ہیں:

☆... مسواک کرنا، خوشبو سونگھنا۔

☆... سر میں یا جسم کے دیگر حصوں میں تیل لگانا، اگرچہ مسام میں داخل ہوجائے۔

☆... وضو کے علاوہ بھی کلی کرنا یا غسل کرنا یا گیلا کپڑا بدن پر ڈالنا۔

☆... عذر کی وجہ سے کوئی چیز چکھ لینا، مثلاً خریدار کو نقصان کا اندیشہ ہو یا کھانے پکانے والے کو خوف ہو کہ مرچ مصالحہ کی کمی بیشی سے سختی کا معاملہ ہوگا۔

☆... عذر کی وجہ سے کوئی چیز چبالینا، مثلاً بچے کو چیز چبا کر کھلا دینا۔

وہ امور جو روزے میں مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہیں:

☆... بغیر عذر کے کوئی چیز چکھنا یا چبانا۔

☆... ٹوتھ پیسٹ یا منجن کا استعمال کرنا۔

☆... جذبات کے بے اختیار ہوجانے کا اندیشہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار کرنا۔

☆... قوت حاصل کرنے کی غرض سے انجکشن لگوانا۔

☆... روزے کی حالت میں ان امور سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ پرہیز نہ کرنے سے بہرحال روزہ فاسد نہیں ہوتا اور روزہ ادا ہوجاتا ہے۔

وہ امور جن کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوگا:

☆... بھول کر کھاپی لینے سے... تھوک نگل لینے سے۔

☆... کلی کے بعد تری نگل لینے سے۔

☆... دانتوں میں اٹکی غذا جو مقدار میں ایک دانا چنا سے کم ہو، اسے نگل لینے سے بشرطیکہ منہ سے باہر نہ نکالی ہو۔

☆... منہ میں خون آجائے جو مقدار میں اس قدر کم ہو کہ تھوک پر غالب نہ ہو، اسے نگل لینے سے۔

☆... بے اختیار منہ بھر کے قے آجانے سے۔

☆... قصداً یعنی جان بوجھ کر ازخود قے کرنے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا، بشرطیکہ منہ بھر کر نہ ہو۔

☆... دھواں، غبار، آٹا، مکھی، مچھر پتنگا وغیرہ بے اختیار حلق میں چلے جانے سے۔

☆... کان میں ازخود پانی چلے جانے سے مثلاً غسل کرتے ہوئے یا بارش میں بھیگ جانے سے۔

☆... آنکھ میں دوا ڈالنے سے اگرچہ حلق میں اثر محسوس ہو۔

☆... انجکشن یا ڈرپ اگرچہ قوت حاصل کرنے کے لئے ہو یا کسی بھی مقصد کے لئے لگوائے۔

☆... ٹیسٹ کے لئے جسم سے خون نکالنے یا زخم کی وجہ سے خون بہہ جانے یا نکسیر پھوٹنے سے۔

☆... حالت نیند میں احتلام ہوجانے سے۔

☆... محض فحش خیالات یا بدنظری کی وجہ سے احتلام ہوجانے سے۔

☆... محض افطاری کی نیت کرلینے سے یا روزہ افطار کی دعا پڑھ لینے سے جب تک کھایا پیا کچھ نہ ہو۔

☆... روزے کی حالت میں بے ہوش ہوجانے سے۔

وہ امور جن کی وجہ سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے۔ قضا یعنی ہر روزہ کے بدلے میں روزہ رکھنا:

☆... بھول کر کھاپی رہا ہو یا جماع کررہا ہو اور یاد آنے پر نہ رکنے سے۔

☆... غیر غذا قصداً کھانے سے مثلاً خشک آٹا، گٹھلی، پتھر وغیرہ نگل لینے سے۔

☆... دانتوں میں اٹکی غذا جو مقدار میں چنے کے برابر ہو نگل لینے سے۔

☆... مقدار چنے سے اگرچہ کم ہو لیکن منہ سے نکال کر دوبارہ نگل لینے سے۔

☆... منہ میں دوا ڈالنے سے اگر دوا کا اثر حلق تک محسوس ہو۔

☆... دانتوں میں خون آجائے اور تھوک پر غالب ہو، اس کے نگل لینے سے۔

☆... پسینہ یا آنسوؤں کی نمکینی حلق میں محسوس ہونے سے۔

☆... کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں چلے جانے سے۔

☆... طلب اور عادت کے بغیر اتفاقاً سگریٹ پی لینے سے۔

☆... قصداً منہ بھر کر قے کرنے سے۔

☆... بے اختیار منہ بھر کر قے آجائے اور واپس حلق میں اتر جانے سے۔

☆... ناک میں دوا ڈالنے سے اگر حلق میں اثر محسوس ہو، اگرچہ انہیلر ہو۔

☆... ناک کے ذریعے پانی غلطی سے دماغ تک چلے جانے سے۔

☆... کان میں قصداً پانی ڈالنے سے۔

☆... سر کے زخم میں دوا ڈالنے سے اگر دوا کا

اثر دماغ تک پہنچ جائے۔

☆... پیٹ کے زخم میں دوا ڈالنے سے اگر دوا کا اثر معدے تک پہنچ جائے۔

☆... شرم گاہ کے راستے کوئی چیز داخل کرنے سے۔

☆... جماع کئے بغیر بوس و کنار کی وجہ سے شہوت سے انزال ہو جانے سے۔

☆... روزہ توڑنے پر مجبور کئے جانے سے۔

☆... ظن غالب ہو کہ سورج غروب ہو گیا ہے، حالانکہ نہ ہوا ہو اور افطاری کر لی۔

☆... کسی عذر کے لاحق ہونے سے مثلاً بیمار ہو جائے یا سفر شروع کر لیا ہو اور روزہ توڑ دیا تو صرف قضا لازم ہوگی۔

☆... تاہم روزہ ٹوٹ جانے کی صورت میں رمضان کے احترام میں کھانے پینے سے اجتناب کیا جائے۔

وہ امور جن کی وجہ سے روزہ موخر کیا جا سکتا ہے اور بعد میں قضا لازم ہے:

☆... روزہ رکھنے سے اگر مرض کے لاحق ہونے یا مرض کے بڑھ جانے یا مریض کو صحت و تندرستی دیر سے حاصل ہونے کا اندیشہ ہو (مرض خواہ کسی قسم کا ہو مثلاً بخار ہو یا زخم ہو یا جسم کے کسی حصے میں درد ہو)۔

☆... وضع حمل۔

☆... ارضاع (عورت کا بچے کو دودھ پلانا)۔

☆... کسی کی زبردستی کرنے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا ہو۔

☆... حالت سفر یعنی دوران سفر یا منزل پر پہنچ کر بحیثیت مسافر رہ رہا ہو۔

مسئلہ: اگر سفر کی نیت ہو اور سفر شروع نہ کیا ہو تو روزہ موخر کرنا جائز نہیں ہے۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں روزہ رکھ لیا تو روزہ ادا ہو جائے گا، ورنہ بعد میں قضا کی جائے۔

عذر زائل ہونے کے بعد قضا کا موقع ملا مگر قضا نہ کی اور وفات ہو گئی تو فدیہ لازم ہے۔ حالت عذر ہی میں فوت ہو جائے تو فدیہ لازم نہیں ہے۔

وہ امور جن کی وجہ سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے بلکہ موخر کر کے قضا لازم ہے:

☆... خاتون کا حالت حیض میں ہونا یا حالت نفاس میں ہونا۔

مسئلہ: ولادت کے بعد حالت نفاس کے چالیس دن پورے کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ جب نفاس کا خون بند ہو جائے تو حالت نفاس ختم ہو جاتی ہے اور غسل کر کے پاک ہو جانا چاہئے۔ عذر کی وجہ سے جتنے روزے رہ گئے ہوں، بعد میں ان سب کی قضا لازم ہے۔

☆... بغیر کسی عذر کے روزے نہیں رکھے تو بھی صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔

وہ امور جن کی وجہ سے روزہ رکھنے کی بجائے صرف فدیہ دیا جاتا ہے:

☆... **ضعیف:** یعنی کسی بھی وجہ سے ایسی کمزوری ہو جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھا جا سکتا ہو اور ضعف کے ختم ہونے کی امید بھی نہ ہو۔

☆... **دائمی مرض:** یعنی صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو۔

☆... **دائمی ناقابل برداشت بھوک یا پیاس:** یعنی بھوک پیاس کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قدرت نہ ہو جبکہ صحت یاب ہونے کی امید بھی نہ ہو، ان صورتوں میں فدیہ دے دینا کافی ہے قضا لازم نہیں ہے۔

مقدار فدیہ: نصف صاع یعنی پونے دو کلو گندم یا آٹے کی قیمت فی روزہ کے حساب سے مستحق محتاج کو ادا کر دینا یا ایک ہی محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلا دینا فی روزہ کے اعتبار سے۔

☆... فدیہ ادا کرنے کے بعد جب بھی روزہ رکھنے کی طاقت حاصل ہو جائے تو جتنے روزوں کا فدیہ دیا جا چکا ہو سب کی قضا لازم آئے گی اور فدیہ صدقہ شمار ہوگا۔

☆... جو فدیہ دینے سے عاجز ہو یعنی فقیر ہو تو استغفار کرتا رہے۔

وہ امور جن کی وجہ سے کفارہ لازم آتا ہے:

☆... جان بوجھ کر کھا پی لینے سے اگرچہ پانی کا ایک قطرہ ہو یا تل بھر غذا ہو حتیٰ کہ بقدر عادت نمک کھا لینے سے بھی کفارہ لازم ہوگا۔

☆... طلب اور عادت سے سگریٹ اور بیڑی وغیرہ پینے سے۔

☆... برضا و رغبت جماع کرنے سے، یعنی کسی پر زبردستی نہ کی گئی ہو۔

☆... روزہ توڑ لینے کے بعد غیر اختیاری عذر لاحق ہونے سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے صرف قضا لازم آئے گی۔ مثلاً پہلے روزہ توڑ دیا پھر حیض آ گیا۔

☆... اگر ایک رمضان میں ایک سے زیادہ روزے توڑے ہوں تو تمام روزوں کا کفارہ ایک ہی ہوگا، البتہ کفارہ ادا کرنے کے بعد پھر کسی رمضان میں روزہ توڑا تو دوبارہ کفارہ لازم آئے گا۔

کفارہ: دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا، ایسے دنوں میں جن میں عیدین واقع نہ ہوں، اگر تسلسل نہ رہے تو از سر نو روزے رکھنا لازم ہے۔ اگرچہ کسی عذر کی وجہ سے تسلسل ٹوٹ جائے۔ عذر خواہ اختیاری ہو جیسے سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے، یا غیر اختیاری عذر ہو جیسے بیماری اور وضع حمل کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے۔ مثلاً: بیمار ہو جانا یا حالت نفاس لاحق ہو جانا، البتہ حیض کی وجہ سے تسلسل نہ ٹوٹے گا۔ ☆☆

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم..... بچوں کے درمیان!

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

قربانی کے موقع سے حضرت فاطمہؓ سوئی ہوئی تھیں، آپ ان کے پاس تشریف لے گئے، ان کو بیدار کیا اور فرمایا: اٹھ جاؤ اور اپنی قربانی کے وقت موجود رہو۔ (سنن بیہقی، حدیث نمبر: ۱۸۹۴۴) ایک موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈھیر سارا مال غنیمت آیا ہوا تھا، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا: مشکیزے کھینچنے کی وجہ سے میں اپنے سینے میں تکلیف محسوس کرتا ہوں، حضرت فاطمہؓ نے کہا: چکی پیستے پیستے مجھے بھی تکلیف ہو رہی ہے، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادم مانگ لو، بعض روایتوں کے مطابق دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے خادم مانگنے کے لئے آئے ہو؟ میں تم کو اس سے بہتر چیز بتاتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو، اور جب رات میں بستر پر جاؤ، اس وقت بھی پڑھ لو، اس طرح کل سو تسبیحات ہو جائیں گی۔ (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۵۵۲۴) بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دے دوں اور صفہ والوں کو چھوڑ دوں: "لا اعطیکما وادع اهل الصفة" (مسند احمد: ۱/۱۰۶، حدیث نمبر: ۸۳۸)

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ اپنی والدہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور بچوں کی عادت کے مطابق کبھی اِدھر سے کبھی اُدھر سے لقمہ اُٹھاتے تھے، آپ نے نرمی کے ساتھ ان کو کھانا کھانے کا طریقہ بتایا: اے بچے! بسم اللہ کہو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھایا کرو: "کل مما یلیک" (بخاری، کتاب الاطعمة، باب التسمية الطعام، حدیث نمبر: ۱۶۰۵)— حضرت جابرؓ بھی کم عمر صحابہؓ میں تھے، ایک بار سیدھے گھر میں داخل ہوگئے، آپ نے فرمایا: باہر جاؤ، سلام کرو، پھر اجازت لے کر داخل ہو۔

> جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ شفقت فرماتے اور ان کی تربیت پر توجہ رکھتے، وہیں ان کے لئے دعا کا بھی اہتمام کرتے، صحابہؓ اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں لے کر آتے، آپ انہیں برکت کی دعا دیتے، حضرت انسؓ آپ کے خاص خادموں میں تھے، آپ نے انہیں ایک موقع پر خوش ہو کر دعا دی: اے اللہ! ان کو قرآن مجید کا خصوصی فہم عطا فرما اور دین کے تفقہ سے سرفراز کر

حالاں کہ بچوں سے اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ مسجد کے احترام کا لحاظ نہ کر پائیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے مسجد آنے کی حوصلہ افزائی فرماتے اور مردوں اور عورتوں کے درمیان بچوں کی صف رکھتے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاة، حدیث نمبر: ۴۹۴۷) سرپرستوں کو بھی ایسے کسی عمل سے منع فرماتے، جو تربیتی نقطۂ نظر سے مناسب نہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بہت کم سن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، آپ نے ان سے بڑی نصیحت آمیز باتیں فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے! میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں، تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کریں گے، اللہ کو یاد رکھو، تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب بھی مانگنا ہو، اللہ ہی سے مانگو، اور جان لو کہ اگر تمام لوگ مل کر بھی تم کو نفع پہنچانا چاہیں تو جو نفع تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے، وہی تم کو ملے گا، اور اگر سب مل کر تم کو نقصان پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نقصان پہنچے گا، جو اللہ نے تمہارے لئے طے کر دیا ہے۔ (سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، حدیث نمبر: ۲۵۱۶)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ان کی خالہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھا، آپ نے تہجد کی نماز

میں ان کو اپنے ساتھ رکھا، آپ نماز پڑھا رہے تھے، وہ آپ کے بائیں جانب کھڑے ہوگئے، آپ نے ان کا کان پکڑ کر ان کو دائیں جانب کردیا۔ (مسلم، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل و قیامہ، حدیث نمبر:۷۶۳)

حجۃ الوداع میں حضرت فضل بن عباسؓ آپ کی سواری پر آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، قبیلہ خثعم کی ایک لڑکی آپ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی، حضرت فضل ان کی طرف دیکھنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کا چہرہ دوسری طرف موڑ دیا۔ (بخاری، عن عبد اللہ بن عباسؓ، باب وجوب الحج وفضلہ، حدیث نمبر:۱۴۴۳)

غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بچوں کی ضروریات اور جذبات کا خیال رکھتے تھے، ویسے ہی ان کی تربیت کی طرف بھی متوجہ رہتے تھے؛ لیکن تربیت میں بھی بچوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے تھے، حضرت سہل ساعدی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی پینے کی چیز لائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نوش فرمایا، آپ کے داہنے طرف ایک بچہ تھا اور بائیں طرف عمر رسیدہ لوگ تھے، آپ نے بچے سے پوچھا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں انھیں دے دوں؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں آپ کے جھوٹے کے معاملہ میں ایثار نہیں کرسکتا؛ چناں چہ آپ نے ان ہی کو عطا فرمایا۔ (ترمذی، باب مایقول اذا اکل طعاماً، حدیث نمبر:۳۴۵۵)

بچوں کے لئے رشتہ کے انتخاب میں بھی دین داری، حسن اخلاق اور سن وسال کی مناسبت کا لحاظ رکھتے تھے، آپ نے اپنی صاحب زادی حضرت زینبؓ کا نکاح ابوالعاص سے فرمایا، آپ نے بحیثیت داماد ان کی تعریف کی؛ کیوں کہ جب وہ غزوۂ بدر میں گرفتار ہوکر آئے، آپ نے ان کا فدیہ متعین کیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو مدینہ پہنچادیں اور انھوں نے اس وعدہ کو پورا کیا؛ چناں چہ جب ابوالعاص ایمان لے آئے تو آپ نے دوبارہ حضرت زینبؓ کو ان کے نکاح میں دے دیا۔ (مستدرک حاکم، کتاب الطلاق، حدیث نمبر:۱۱۸۲) حضرت رُقیہؓ اور حضرت اُم کلثومؓ کو یکے بعد دیگرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں دیا، جو نہ صرف اسلام کی خدمت میں نمایاں مقام رکھتے تھے؛ بلکہ صاحب ثروت بھی تھے اور ان کی سخاوت بھی مشہور تھی، حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کا پیغام دیا؛ لیکن آپ نے یہ کہہ کر معذرت کردی کہ ان کی عمر کم ہے، یعنی عمر کے اعتبار سے مناسبت نہیں ہے؛ چناں چہ حضرت علیؓ نے نکاح کا پیغام دیا اور آپ نے اسے قبول فرمایا۔ (نسائی، عن بریدۃ، حدیث نمبر:۳۲۲۳) اور حضرت علیؓ عالی نسبی، اسلام میں سبقت کا شرف اور فہم وذکاوت میں جو مقام تھا، وہ عہد صحابہ میں بھی مسلَّم تھا۔

داماد کا رشتہ بیٹی کی نسبت سے ہوتا ہے اور داماد سے خوش گوار تعلق کا اثر بیٹی پر بھی پڑتا ہے؛ چناں چہ آپ نے اپنے تمام دامادوں سے بے حد خوش گوار تعلق رکھا اور ہمیشہ سلوک میں ان کا لحاظ کرتے رہے، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں ایک بار کچھ کہا سنی ہوگئی، آپ حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کو موجود نہیں پایا، وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ ناراض ہوکر کہیں چلے گئے ہیں، آپ تلاش میں نکلے، حضرت علیؓ مسجد میں ملے، وہ زمین ہی پر لیٹ گئے تھے اور ان کی پیٹھ میں مٹی لگ گئی تھی، آپ محبت سے ان کی پیٹھ صاف کرنے لگے، ساتھ ہی ساتھ خوش طبعی کے طور پر کہتے جاتے تھے: یا ابا تراب یا ابا تراب ”اے مٹی والے، اے مٹی والے“ (بخاری، باب نوم الرجال فی المسجد، حدیث نمبر:۴۳۰)

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ شفقت فرماتے اور ان کی تربیت پر توجہ رکھتے، وہیں ان کے لئے دعا کا بھی اہتمام کرتے، صحابہؓ اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں لے کر آتے، آپ انھیں برکت کی دعا دیتے، حضرت انسؓ آپ کے خاص خادموں میں تھے، آپ نے انھیں ایک موقع پر خوش ہوکر دعا دی: اے اللہ! ان کو قرآن مجید کا خصوصی فہم عطا فرما اور دین کے تفقہ سے سرفراز کر: ”اللّٰھم علمہ التاویل وفقھہ فی الدین“ (مستدرک حاکم، کتاب الفضائل، باب مناقب عبد اللہ بن عباسؓ، حدیث نمبر:۶۲۸) حضرت انسؓ آپ کے خاص خادموں میں تھے اور ان کی والدہ ماجدہ نے اس وقت ان کو آپ کی خدمت میں دے دیا تھا، جب ان کی عمر صرف دس سال تھی، آپ نے ان کو مال واولاد اور عمر میں برکت کی اور مغفرت کی دعا دی؛ چناں چہ مال میں برکت کا اثر یہ ہوا کہ ان کے دو باغ میں سال میں دو بار پھل آتا تھا، اولاد میں برکت کا حال یہ تھا کہ آپ کے ۷۸ لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں، نیز عمر تقریباً ۱۱۰ سال پائی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ:۳۵/۱)

غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ایک شفیق ماں باپ، ایک کامیاب مربی اور ذمہ دار سرپرست کے لئے بہترین نمونہ ہے، جس میں بچوں کے جذبات کی رعایت، دینی واخلاقی تربیت اور مادی نگہ داشت، تمام پہلوؤں کا لحاظ ہے؛ کیوں کہ بچے ہی سماج کا مستقبل ہیں اور وہ ماں باپ کے لئے ایسے ہی ہیں، جیسے کسی کاشت کار کے لئے کھیت کی پیداوار، کسی باغ بان کے لئے اس کے باغ کے لگائے ہوئے پھل اور کسی مالی کے لئے اس کے لگائے ہوئے گلستان کے پھول۔ ☆☆

ابن امیر شریعت مولانا سیّد عطاء المومن حسنی بخاریؒ

حیات وخدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اللہ پاک نے ہمارے شاہ جی امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو چار بیٹے عطا فرمائے:

۱:... مولانا سیّد عطاء المنعم ابوذر بخاریؒ۔

۲:... مولانا سیّد عطاء المحسن بخاریؒ۔

۳:... مولانا سیّد عطاء المومن شاہ حسنی بخاریؒ۔

۴:... مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری دامت برکاتہم۔

مولانا عطاء المومن حسنی بخاریؒ کو اللہ پاک نے خطابت سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ بیک وقت اردو، پنجابی اور سرائیکی کے ادب کے ماہر اور منجھے ہوئے خطیب تھے، وہ جس موضوع پر بولتے گھنٹوں بولتے اور بے تکان بولتے۔ انہیں خودستائی سے نفرت تھی، نہ خود اپنی تعریف کرتے اور نہ کسی کو کرنے دیتے۔

نیز انہیں ''صاحبزادہ'' کے لفظ سے بھی چڑ تھی۔ انہیں اپنے والد محترم کا یہ جملہ بخوبی یاد تھا۔ اس امت کے لئے ابتلاء وآزمائش کا باعث اس امت کے علماء اور مشائخ کے صاحبزادگان ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ شاہ جیؒ کے فرزندان گرامی میں سے کسی نے اپنے نام کے ساتھ صاحبزادہ کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا اور نہ ہی یہ لفظ کسی اور کو اپنے لئے استعمال کرنے دیا۔

موصوف کا اصلاحی تعلق حضرت رائے پوریؒ کے بعد حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ سے تھا۔ حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نسلاً حسینی ہونے کے ساتھ ساتھ عملاً بھی حسینی تھے اور یزیدیت اور ناصبیت کو اپنے اور اپنے متعلقین کے قریب نہیں آنے دیتے تھے۔ موصوف کو اہل بیت کے ساتھ عشق کی حد تک تعلق تھا۔

آپ جہاں بھی گئے اور ائمہ اہل بیتؓ کی سیرت وسوانح پر کوئی کتاب ملی نہ صرف لے کر آتے بلکہ اس کی اشاعت کا بھی اہتمام فرمایا۔ اس لئے عظمت اصحاب رسول کا کام کرنے والوں کو وہ کتابیں مفت عنایت فرماتے۔ مولانا عالم طارق حفظہ اللہ کو فرمایا کہ میں یہ کتابیں آپ جیسے حضرات کے لئے لاتا ہوں کہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدح وتوصیف کرتے کرتے آپ لوگ خارجیت کی طرف نہ چلے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا سیّد عطاء المومن شاہ حسنی بخاریؒ کو اللہ پاک نے ان جراثیم سے بچالیا تھا۔

مومن شاہ جیؒ اہل حق کی جماعتوں میں رسہ کشی اور اختلاف وانتشار سے کڑھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ''مجلس علماء اسلام'' کے نام سے ایک اتحاد تشکیل دیا جس کا پورے ملک میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص خیر مقدم کیا گیا۔ اس اتحاد کی تشکیل میں انہیں اپنوں اور پرائیوں کے طعن وتشنیع سے بھی گزرنا پڑا۔ آپ نے اس جماعت کی تشکیل کے لئے امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کو آمادہ کیا وہ امارت قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ اس طرح اہل حق کی جماعتوں کا ایک فورم معرض وجود میں آ گیا، جس کے کچھ اہداف متعین تھے۔ گفتگو میں لہجہ اگرچہ سخت تھا، لیکن دل کے اعتبار سے صاف دل تھے مولانا سیّد عطاء المومن شاہ بخاریؒ حضرت مدنیؒ کے تلمیذ رشید اور مولانا سیّد خورشید احمد شاہ عبدالحکیم خانیوال کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد محمد امین شاہ کی خدمت میں مخدوم پور پہوڑاں تشریف لے گئے۔ خیر خیریت، حال احوال معلوم کرنے کے بعد مولانا سیّد امین شاہؒ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا: سیّد عطاء المومن شاہ حسینی ہو کہ یزیدی؟ شاہ جیؒ نے جواب میں فرمایا: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ایمان کا حصہ ہیں اور یزید تاریخ کا حصہ! اس پر مولانا محمد امین شاہ بہت خوش ہوئے۔ بہر حال سیّد عطاء المومن بخاریؒ ایک منجھے ہوئے خطیب، خوش الحان اور مجود قاری قرآن اور جہاندیدہ راہنما تھے۔ جنہوں نے اپنے والد محترم کی جھولی میں آنکھ کھولی اور بہت سی چیزوں کو قریب سے دیکھا اور مشاہدہ کیا۔

یوں تو آپ تمام موضوعات پر بے تکان بولتے اور بولتے چلے جاتے، لیکن قادیانیت کے خلاف جدوجہد انہیں ورثہ میں ملی۔ آنکھ کھولی تو انگریز اور قادیانیت کے خلاف جدوجہد کو دیکھا، سنا اور پڑھا۔

راقم ایک مرتبہ جامعہ مدنیۃ العلم فیصل آباد میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز کے بعد چناب نگر کورس کی دعوت دینے کے لئے نماز سے پہلے حاضر

ہوا تو سیّد عطاء المومن حسنی بخاریؒ کو براجمان دیکھا، سلام کیا اور مسجد چلا گیا۔ نماز کے بعد تھوڑی دیر بیان ہوا، شاہ صاحب اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر مدرسہ میں تشریف لے آئے راقم بھی فراغت کے بعد حاضر خدمت ہوا تو بے رخی سے پیش آئے۔ راقم کے جانے کے بعد کسی ساتھی نے بے رخی کے متعلق پوچھا تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس نے بھائی عطاء المحسن کی کتاب ''بخاری کے زمزمے'' اپنے نام سے چھپوائی ہے۔ ایک ملاقات میں بہت خوشگوار موڈ میں تھے۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں؟ فرمایا: ہاں!، راقم نے کہا: کیوں؟ فرمایا: تو نے بھائی عطاء المحسنؒ کی کتاب اپنے نام پر چھپوائی ہے۔ راقم نے کہا کہ سیّد عطاء المحسن شاہؒ نے خطبات جہاں سے لئے راقم نے بھی وہیں سے لئے۔ فرق یہ ہے کہ راقم نے ماخذ کا تذکرہ کردیا۔ شاہ صاحبؒ نے نہیں کیا۔ راقم نے احادیث کے حوالہ جات لگادیے، شاہ صاحبؒ نے نہیں لگائے۔ راقم نے مرزا قادیانی کے خرافات کے بھی حوالہ جات لگادیے، لیکن شاہ صاحبؒ نے نہیں لگائے۔ اس لحاظ سے آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ راقم نے ایک مستند چیز دوبارہ پیش کی ہے۔ اس پر آپ کے غصہ کے اثرات جاتے رہے۔ اللہ پاک انہیں اپنے ہاں سے جزائے خیر سے نوازیں۔

راقم ہر ماہ دو ماہ کے بعد حاضری دیتا رہتا۔ آخری ملاقات آپ سے آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ کافی افسردہ خاطر نظر آرہے تھے، بس تعزیتی کلمات اور خیر خیریت معلوم کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے، راقم نے واپسی اجازت مانگی یہ آپ سے آخری ملاقات تھی، جو چند منٹوں پر محیط رہی۔

میرے والد محترم کا انتقال ہوا تو تعزیت کے لئے شجاع آباد تشریف لے گئے۔ میرے متعلق معلوم ہوا کہ وہ جماعتی پروگرام میں گئے ہوئے ہیں تو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے والد محترم کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

ہمارے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں فرمایا کہ شاہ جیؒ کے خاندان کے ساتھ محبت اور احترام ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ نیز مولانا نے فرمایا کہ شاہ صاحبان میں غیرت ایمانی اور حمیت دینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، جسے حق جانا ''بلا خوف لـومة لائـم'' برسرعام بیان کرنا اپنا فریضہ سمجھا اور اپنی زندگی کے جو اہداف مقرر کئے ہیں۔ اس سے سرمو انحراف کرنا جرم گردانا۔ راقم کو ''مجلس علماء اسلام'' کے زمانہ میں ان کی مجالس اور اجلاسوں میں شرکت کا موقع ملتا رہا، بلکہ اخبارات کو خبریں بھجوانا مولانا عبدالرؤف فاروقی کے ذمہ لگاتے یا راقم کو حکم فرماتے۔ ایک عرصہ تک لاہور میں ماہوار درس دیتے رہے۔

فالج کا اٹیک ہوا تو فرمانے لگے کہ ڈاکٹروں نے اباجی سے کہا تھا اور مجھے بھی کہا ہے کہ شاہ صاحب! آپ کو اللہ پاک نے یہ جسم دو سو سال کے لئے دیا تھا۔ آپ نے ساٹھ سال میں اپنی صحت کا بیڑہ غرق کردیا، گفتگو اور تقریر لمبی فرماتے لیکن خطابت کی طوالت کے باوجود آدمی بور نہیں ہوتا تھا۔ ان کی گفتگو میں ادبی چاشنی ہوتی تھی۔ سرائیکی زبان میں ایسی شاندار گفتگو فرماتے کہ جن لوگوں کی مادری زبان سرائیکی ہے وہ عش عش کر اٹھتے۔ سرائیکی زبان کے ایسے الفاظ استعمال کرتے کہ سرائیکی ادب کے لوگ سر دھنتے، ستر سال سے زائد عمر تھی۔ فالج کے اٹیک نے کمزور کردیا۔ بیماری کے باوجود دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا، جب کمزوری بہت ہوگئی تو سفر چھوڑنے پڑے، گزشتہ دنوں آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ اس سے مزید کمزور ہوگئے۔ فرزند گرامی سیّد عطاء اللہ ثالث اور اعزہ نے دیکھ بھال اور علاج معالجہ میں کوئی کمی نہ چھوڑی تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۲۳؍اپریل ۲۰۱۸ء کو صبح تہجد کے وقت جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد اسپورٹس گراؤنڈ میں آپ کے فرزند ارجمند سیّد عطاء اللہ شاہ ثالث سلمہ کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ و قرأ اور عوام نے شرکت کی اور آپ کو شاہ جیؒ کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆☆..................☆☆

شیخ محمد اسلم صدیقی کی وفات

شیخ محمد اسلم صدیقی جلال پور پیروالا کے اخبارات کے نمائندہ اور ہاکر تھے۔ موصوف اس وقت سے اخبارات کی دنیا سے متعلق تھے جب روزنامے کراچی سے شائع ہوتے اور دوسرے دن گاہکوں کے پاس پہنچتے۔ راقم جب بھی جلال پور پیروالا بھی کسی دینی پروگرام میں شریک ہوتا تو ان سے ملاقات ضرور ہوتی اور اگلے دن ختم نبوت کے حوالہ سے کوئی نہ کوئی خبر لگی ہوتی۔ آپ اہلِ حق کے نمائندہ تھے۔ چند دن بیمار رہ کر جان جانِ آفریں کے سپرد کی اور ۴؍اپریل ۲۰۱۸ء کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ ان کی نماز جنازہ جلال پور پیروالا کی مرکزی عیدگاہ میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض موسوی خاندان کے چشم و چراغ قاری ابوبکر یوسف نقشبندی نے سرانجام دیے۔ راقم ۱۳؍اپریل جمعۃ المبارک کا خطبہ مدرسہ مطالب العلوم عنایت پور میں دیا اور جلال پور پیروالا ان کے فرزندان گرامی اور بھائی محمد اکرم صدیقی سے ملاقات ہوئی اور تعزیت کا اظہار کیا۔ نیز مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا سیدّ عطاء المومن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ کی وفات کی خبر آج صبح نماز فجر کے بعد واٹس ایپ کے ذریعے ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کافی دنوں سے علالت میں اضافہ کی خبریں آرہی تھیں، اس دوران ایک موقع پر ملتان حاضری اور بیمار پرسی کا موقع بھی ملا اور ان کے فرزند گرامی مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث سے وقتاً فوقتاً ان کے احوال کا علم ہوتا رہا مگر ہر آنے والے نے اپنے وقت پر اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے اور شاہ جی محترمؒ بھی ایک طویل متحرک زندگی گزار کر دار فانی سے رخصت ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائیں، سیئات سے درگزر کریں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ کے ساتھ میرا ربط وتعلق اس دور سے چلا آرہا ہے جب وہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوئے تھے اور کچھ عرصہ انہوں نے جامعہ میں گزارا تھا۔ میرا بھی طالب علمی کا دور تھا اور حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ ہمارا کچھ دوستوں کا ایک گپ شپ کا حلقہ بن گیا تھا جس میں مولانا سعید الرحمٰن علویؒ اور مولانا عزیز الرحمٰن خورشید بھی ہمارے ساتھ شریک تھے۔ کم و بیش روزانہ شام کو چائے کی محفل جمتی تھی اور ادبی، سیاسی، دینی اور سماجی نوعیت کے مختلف امور پر تبادلۂ خیالات ہوتا تھا اور خالص "احرارانہ ذوق و ماحول" کی اس پُرلطف مجلس میں بعض دیگر دوست بھی شامل ہو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد ہمارے جماعتی راستے تو الگ الگ رہے مگر دینی تحریکات میں تھوڑی بہت رفاقت، اجتماعات میں مشترکہ شرکت اور وقتاً فوقتاً تبادلۂ خیالات کا سلسلہ چلتا رہا۔ بعض مسائل میں باہمی اختلاف ہو جاتا تھا اور ہم آپس میں گرمی سردی کا اظہار بھی کر لیا کرتے تھے مگر باہمی مودت ومحبت اور احترام کا رشتہ بدستور قائم رہا۔

ایک موقع پر شاہ جی مرحوم نے انتہائی درد دل اور فکرمندی کے ساتھ دیوبندی مکتب فکر کے سب حلقوں اور جماعتوں کو ایک مشترکہ فورم پر جمع کرنے کے لئے اچھی خاصی محنت کی بلکہ دل وجگر کا خون جلایا اور "کل جماعتی مجلس عمل علماء اسلام پاکستان" کے عنوان سے ایک مشترکہ فورم تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے جس کا سربراہ والد گرامی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کو چنا گیا اور رابطہ سیکرٹری کی ذمہ داریاں مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ نے سنبھال لیں۔ نیلا گنبد لاہور میں بھرپور ملک گیر اجتماع ہوا جس میں دیوبندی مکتب فکر کے کم وبیش سبھی حلقے اور جماعتیں شریک تھیں، مجھے بھی اس کی ہائی کمان میں شاہ جی کے معاون کے طور پر تھوڑا بہت کام کرنے کا موقع ملا۔ اس دوران انہوں نے "امریکہ مردہ باد" کے عنوان سے عوامی رابطہ کی مہم چلائی اور مختلف شہروں میں عوامی ریلیوں کا اہتمام کیا مگر یہ بات زیادہ دیر تک نہ چل سکی جس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ ہمارا دینی حلقوں اور جماعتوں کا یہ مزاج تقریباً پختہ ہو گیا ہے کہ کسی دینی یا قومی مسئلہ پر انتہائی گرم جوشی کے ساتھ مہم کا آغاز کرتے ہیں مگر یہ گرم جوشی جلسہ و جلوس کی حد تک ہی رہتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی صورتحال چند جلسوں اور جلوسوں کے بعد زیادہ عرصہ جاری نہیں رہ پاتی۔ گزشتہ نصف صدی کے دوران مجھے درجن بھر ایسی مہمات کے ساتھ شریک ہونے کا موقع ملا ہے مگر دو تین تحریکوں کے سوا کسی مہم جوئی کو چند سالوں بلکہ زیادہ تر کو کچھ مہینوں سے آگے بڑھتے دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ شاہ جی مرحوم نے زندگی کے آخری چند برسوں میں اس مہم کا دوبارہ آغاز کیا اور مختلف دیوبندی جماعتوں کے قائدین کو ایک جگہ بٹھانے میں پھر کامیابی حاصل کی لیکن بات اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔ مگر اس کے ساتھ ہی شاہ جیؒ کی علالت بڑھتی چلی گئی اور وہ مستقل صاحب فراش ہو گئے۔

مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ کے ساتھ ہمارے ربط و تعلق کا ایک اور میدان بھی تھا۔ گوجرانوالہ کے شیرانوالہ باغ میں عیدین کی نماز کا اہتمام کافی عرصہ سے مجلس احرار اسلام کرتی آرہی ہے اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزندان گرامی میں سے کوئی بزرگ ملتان سے تشریف لا کر شیرانوالہ باغ میں نماز عید

پڑھاتے رہے ہیں۔ جبکہ شیرانوالہ باغ سے متصل مرکزی جامع مسجد کے خطیب کی حیثیت سے مجھے کم وبیش نصف صدی سے قبرستان کلاں مبارک شاہ روڈ کے ساتھ متصل گراؤنڈ میں نماز عید پڑھانے کا اعزاز حاصل ہے۔ دونوں جگہوں میں خاصا فاصلہ ہے اس لئے عام طور پر کبھی کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہوا البتہ بارش کی صورت میں ہم نماز عید مرکزی جامع مسجد میں پڑھتے ہیں اور دونوں اجتماعوں کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ ایسے موقع پر ہم باہمی مشورہ سے نماز عید کے وقت میں اتنا وقفہ رکھ لیتے ہیں کہ کوئی الجھن نہ پیدا ہو۔ مگر چند سال قبل عید کے موقع پر بارش کی وجہ سے شیرانوالہ باغ کی گراؤنڈ بھی قابل استعمال نہ رہی تو میں نے حضرت شاہ جیؒ کو پیغام بھجوایا کہ وہ جامع مسجد میں ہی نماز عید کا خطبہ ارشاد فرمائیں، ہم اکٹھے عید پڑھ لیں گے، انہیں اس پر حیرانی ہوئی مگر بہت خوش ہوئے اور تشریف لاکر خطبہ ونماز کی امامت فرمائی، اس کے بعد بھی چند بار ایسا ہو چکا ہے۔

شاہ جی مرحوم ہمارے قابل احترام بزرگ تھے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند ہونے کے تعلق سے دیگر سب اہل خاندان کی طرح ہماری عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز بھی تھے۔ آج وہ ہم سے رخصت ہو گئے ہیں، لیکن ان کی یادیں تازہ رہیں گی اور دین حق کے لئے ان کی جدوجہد کا تسلسل بھی ان شاء اللہ العزیز قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دیں اور ان کے خاندان و متعلقین بالخصوص ان کے فرزند مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث کو ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ انصاف لاہور، ۲۵؍اپریل ۲۰۱۸ء)

حکیم اشرف اللہ کا سفرِ آخرت

ہمارے بہت ہی پیارے دوست حکیم اشرف اللہ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ۹؍اپریل کو شہید ہوگئے۔ موصوف بہت ہنس مکھ انسان تھے۔ خود بھی خوش رہتے اور دوسروں کو بھی خوش رکھتے۔ اصلاحی تعلق حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ سے رہا اور جماعتی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام میں سے تھے۔ طبیہ کالج لاہور سے طب یونانی کا امتحان دے کر پاس ہوئے اور دکھی مخلوق کی جسمانی خدمت کی طرف متوجہ ہوگئے اور اسے وظیفہ حیات بنالیا۔ مسیح الملک جناب حکیم اجمل خانؒ کے مطب گلبرگ میں بیٹھتے اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتے اور ان کے علاج معالجہ میں لگے رہتے۔ پارٹ ٹائم اپنے گھر کے قریب ملتان روڈ پر دودھ کی دکان بنائی اور اوکاڑہ کے ایک ڈیری فارم سے دودھ منگواتے اور اسے سیل کرتے۔ مطب سے گھر اور دکان پر جاتے ہوئے یا گھر اور دکان سے مطب کی طرف آتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع مسلم ٹاؤن لاہور میں تشریف لاتے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ جاتے۔ دفتر کے عمائدین کے استفسار پر فرماتے کہ کوئی کام نہیں تھا، صرف دفتر میں حاضری اور احباب کی زیارت مقصود تھی۔

عمائدین مجلس حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم اور حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے بہت محبت تھی۔ دفتر جب بھی تشریف لاتے ان حضرات کی صحت وعافیت کے بارے میں ضرور استفسار فرماتے۔ غرضیکہ مجلس کے بانیان حضرت امیر شریعتؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ سے عقیدت تھی ہی ہم خوردوں سے بھی محبت فرماتے، ان کی وفات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک مخلص ورکر اور تمام دینی ادارے ایک معاون اور دینی اداروں کے اساتذہ اور طلبا ایک مخلص، خیرخواہ معالج سے محروم ہوگئے۔

اگلے دن ان کی نماز جنازہ دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ادا کی گئی، امامت کے فرائض جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن دامت برکاتہم نے سرانجام دیئے، جس میں ہزاروں حفاظ، قرأ، علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سے ملاقات

ملتان.... ۱۴؍اپریل عصر کی نماز کے بعد وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ، جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ سے مجلس ملتان کے مبلغ مولانا وسیم اسلم کی معیت میں ملاقات کی اور ۱۱؍اگست کو بہاول پور میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ جسے مولانا نے اپنے فرزند ارجمند مولانا احمد حنیف سلمہ سے ڈائری منگوا کر نوٹ فرمالیا۔ یہ کانفرنس ہر سال بہاول پور کی شاہی مسجد جامع مسجد الصادق میں منعقد ہوتی ہے، جس میں ہزاروں ختم نبوت کے پروانے شرکت فرماتے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

محترم جناب ارشد خرم صاحب

27 سال سے
مسجد نبوی ﷺ میں
خطاطی کے فرائض انجام دینے
والا پاکستان کا گوہر نایاب

شفیق الزمان

خطاط مسجد النبوی الشریف

جانیے مسجد نبوی ﷺ کے در و دیوار اور گنبدوں میں خطاطی کے رموز و اسرار

اسلامی فن خطاطی ایک ایسا فن ہے جس کی پذیرائی تمام دنیا میں کی جاتی ہے۔ ایران، ترکی، مصر، سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک میں اس فن کی ترویج و ترقی کے لئے نہ صرف کئی ادارے قائم ہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی اس کی بھرپور سرپرستی کی جاتی ہے۔ پاکستان بھی اس فن میں پیچھے نہیں اور یہاں سے بھی کئی مایہ ناز خطاط دنیا میں اپنے فن کی دھاک بٹھا چکے ہیں لیکن صد افسوس کہ اس ملک میں اس عظیم فن کے فنکاروں کی قدردانی کرنے والا کوئی نہیں۔ یہاں میرا جیسی سستی شہرت حاصل کرنے والی گھٹیا اداکاراؤں کو تو پرائیڈ آف پرفارمنس سے نوازا جاتا ہے لیکن اسلامی خطاطی جیسے فن کو اپنے خون جگر سے پروان چڑھانے والے افراد کو کوئی پوچھتا اور جانتا تک نہیں۔ ایسی ہی ایک مثال استاد شفیق الزماں کی ہے جو آج کل مسجد نبوی کے خطاط ہیں۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ 1991 میں مسجد نبوی کے خطاط کے انتخاب کے لئے پوری دنیا سے خطاط مدعو کئے گئے اور ان کے درمیان مقابلہ رکھا گیا۔ کیسی سرفرازی و خوش نصیبی کی بات ہے کہ ان تمام میں مقابلہ جیتنے والے پاکستان کے شفیق الزمان ٹھہرے اور جب

سے آج تک جناب مسجد نبوی میں خطاطی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ استاد شفیق الزمان اس مقام تک کیسے پہنچے۔ آیئے ذرا مختصراً ان کی جدوجہد کا جائزہ لیتے ہیں۔

استاد شفیق الزمان 1956 میں چکلالہ (راولپنڈی) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پاکستان ایئرفورس میں ملازم تھے۔ بچپن سے ہی آپ کو فنون نقاشی، مصوری و خطاطی سے دلچسپی تھی۔ دو سال بعد آپ کے والد کا تبادلہ کراچی ہوگیا۔ ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔ بعد ازاں ذاتی محنت سے فن خطاطی، نقاشی اور مصوری میں ترقی کی منازل طے کرتے گئے۔

1979 میں علم کی پیاس ان کو مدینہ منورہ لے گئی۔ مدینہ منورہ میں عالم اسلام کے عظیم خطاطوں کے کام کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ بیسویں صدی کے خطاطوں میں سب سے معیاری کام استاد حامد الآمدی کا ہے۔ آپ نے استاد حامد کے کام کو اپنا آئیڈیل بنالیا اور ان کی روش کے مطابق کام کرنے لگے۔ مسلسل محنت، مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر آپ نے انتہائی کم وقت میں حیرت انگیز ترقی کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ استاد شفیق نے کبھی بھی کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہ کیا بلکہ حامد الآمدی کے انداز کو اپناتے ہوئے یہ بلند مقام حاصل کیا۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران استاد شفیق الزمان کو کئی اعزازات حاصل ہوئے۔ 1986 میں سعودی عرب میں اسلامی خطاطی کی قومی نمائش میں اول انعام حاصل کیا۔ پاکستان میں 1987 کی ادارہ قومی ثقافت (ICIPICH) کی قومی نمائش منعقدہ لاہور میں آپ کے فن پارے کو دوسرا انعام ملا۔ اس کے بعد استنبول میں واقع اسلامی ورثہ کے تحفظ کے کمیشن کی جانب سے

منعقدہ تیسرے عالمی مقابلہ خطاطی 1992 میں خط ثلث جلی میں تمام دنیا کے خطاطوں میں دوسرا انعام پایا۔

استاد شفیق الزمان اور اہل پاکستان کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ 1991 سے اب تک ماشاءاللہ وہ مسجد نبویؐ میں اپنے فن کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ حضرات جنہیں مسجد نبویؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اس حقیقت سے واقف ہیں کہ مسجد تعمیراتی لحاظ سے تین حصوں میں منقسم ہے۔ ایک ترکی عہد کی سرخ رنگ کی تعمیر، ، دوسری شاہ سعود کی تعمیر اور تیسری شاہ فہد کی جدید اور عظیم الشان تعمیر۔

مسجد نبوی کے تمام مقدس مقامات بشمول روضہ رسول ﷺ، ریاض الجنہ، اصحاب صفہ کا چبوترا، ، منبر رسول ﷺ اور دیگر مقامات مقدسہ ترکی تعمیر کے اندر موجود ہیں۔ مسجد کے اس حصے کی تعمیر سلطان عبدالمجید خان کے دور 1848-1860 کے دوران ہوئی۔ ترکوں نے اس مسجد کی تعمیر میں کس قدر خلوص واحترام کا مظاہرہ کیا، اس کا اندازہ اس بات سے لگالیجئے کہ دوران تعمیر اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ ہر معمار حافظ قرآن ہو۔ اس کی بنیاد اس طرح رکھی گئی کہ اپنا کام شروع کرنے سے پہلے ہر معمار غسل ادا کرتا، دو نوافل پڑھ کر سرکار دو عالم ﷺ پر درود بھیجتا اور پھر پتھر اپنے مقام پر رکھتا۔ اس دور میں گوکہ تعمیراتی صنعت آج کی طرح ترقی یافتہ نہ تھی لیکن ترکوں نے مسجد کے استحکام اور مضبوطی کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مسجد کے

تمام ستونوں پر مرکب دھات پگھلا کر ڈالی گئی تا کہ حرم مصطفوی ﷺ کے در و بام پر گردش زمانہ اثر انداز نہ ہو۔ مسجد کے حسن و جمال کے لئے بھی ترکوں نے انتہاء کوشش کی۔ اس دور کے عظیم ترک خطاط استاد عبداللہ زہدی آفندی کو سلطان عبدالمجید خان نے اپنے محل میں مدعو کیا اور مسجد نبی میں خطاطی کرنے کے لئے ہدایت کی۔ سلطان خود بھی فن خطاطی اور اس کے رموز سے آگاہ تھے۔ سلطان نے مسجد میں خطاطی کے لئے 7500 قرش ماہانہ پر استاد عبداللہ کو مامور کیا۔ مسجد کے اس حصے میں 260 گنبد ہیں اور اکثر گنبدوں کا محیط تقریبا 15 میٹر ہے۔ ہر گنبد کے اندر خط ثلث میں خطاطی کی گئی ہے۔ عبداللہ زہدی نے برسہا برس مدینہ میں رہ کر تمام گنبدوں کے علاوہ دیواروں اور دروازوں پر ایسا خوبصورت ونفیس کام کیا کہ ڈیڑھ صدی گزر جانے کا باوجود آج بھی نیا معلوم ہوتا ہے۔ جب یہ کام برسوں کی تکمیل کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا تو اس کو دیکھنے والے اس قدر مسحور ہوئے کہ انہوں نے یہ ماننے سے انکار کردیا کہ ایسا کام کوئی انسان بھی کرسکتا ہے۔ لوگ یہی کہتے تھے کہ یہ کام فرشتوں نے کیا ہے۔ البتہ تقریباً ڈیڑھ صدی گزر جانے کے بعد بعض گنبدوں پر خطاطی مدھم پڑ گئی تھی نیز مختلف وقتوں میں متاثرہ آیات پر مختلف خطاطوں نے اپنے قلم سے درستگی کی کوشش کی جن سے اصل حسن برقرار نہ رہ سکا۔

1991 میں سعودی تعمیراتی کمپنی دلہ (DALLAH) کی جانب سے ایک ایسے مقابلے کا انعقاد کیا گیا جس میں ایک ایسے خطاط کا انتخاب کرنا تھا جو نہ صرف متاثرہ حصوں کو درست کرسکے اور عبداللہ زہدی کے قلم سے قلم ملا سکے بلکہ کئی گنبدوں میں بالکل نئی خطاطی کرسکے۔ اس مقابلے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی سربراہی استاد حامد الآمدی مرحوم کے مدینہ منورہ میں مقیم شاگرد خطاط احمد ضیاالدین ابراہیم تھے۔ اس مقابلے میں بالاتفاق استاد شفیق الزمان کا انتخاب عمل میں آیا۔ پاکستانیوں کے لئے یہ کس قدر

پاکستان میں استاد شفیق الزمان کے نام پر ایک ایسی اکیڈمی یا ادارہ قائم کیا جائے جہاں فن خطاطی، مصوری ونقاشی کی ترویج وتربیت کا اہتمام کیا جاسکے

قابل فخر اور اعزاز کی بات ہے کہ دنیا بھر سے درجنوں نامور اور اپنے فن کے ماہر ترین خطاطوں میں ایک پاکستانی کا انتخاب اس عظیم الشان اور مقدس کام کے لئے کیا گیا۔ یہ طے کیا گیا کہ اس کام کو استاد شفیق سے بہتر کوئی سرانجام نہیں دے سکتا۔ یہ کام 1991 سے جاری ہے اور اب تک کئی ہزار فٹ خطاطی کی جاچکی ہے۔ اس دوران 1991 سے 1994 تک استاد شفیق الزماں نے پرانے کام کی ترمیم و تجدید کی جبکہ 1994 سے استاد نئے سرے سے گنبدوں میں خطاطی کررہے ہیں۔ اب تک آپ 48 گنبدوں میں بالکل نئی خطاطی کرچکے ہیں۔ استاد شفیق الزمان نے اپنی مہارت اور اجتہادی ذوق سے کام لے کر پرانے کام سے بہتر معیار کا کام پیش کیا ہے۔ پرانی خطاطی میں آپ کو یہ کمزوری نظر آئی کہ گنبدوں میں قرآنی آیات کو جہاں چاہا، جگہ کے حساب سے روک دیا گیا تھا مگر اب آپ یہ اہتمام کررہے ہیں کہ گنبد خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس کو آیات کے اختتام پر ہی مکمل کیا جارہا ہے۔ اختیار کردہ قرآنی آیات چھوٹی بڑی ہیں، اس طرح گنبد بھی چھوٹے بڑے ہیں مگر استاد شفیق الزمان ان میں خطاطی اس مہارت سے کررہے ہیں کہ دیکھنے میں یکسانیت اور پڑھنے میں تواتر برقرار رہے۔ کہیں سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ گنبد میں خطاطی بہت گنجان یا کہیں سے جگہ خالی رہ گئی ہے۔ یہ کام انتہائی دقیق اور فن خطاطی میں بے پناہ صلاحیت کا متقاضی تھا جسے الحمدللہ استاد شفیق الزمان بخوبی انتہائی مہارت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کام میں کتنی محنت درکار ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگالیجئے کہ ساری رات کی محنت کے بعد محض ایک میٹر کی طوالت کی خطاطی گنبد پر منتقل ہوتی ہے۔ پہلے ایک مخصوص کاغذ پر استاد شفیق خطاطی کرتے ہیں پھر اس کی سوزنگ کی جاتی ہے یعنی الفاظ کے کناروں پر سوئی سے سوراخ کئے جاتے ہیں پھر مسجد کے متعلقہ حصے پر یہ خطاطی منتقل کی جاتی ہے اور یہاں آخر برش اور جرمن ساختہ مخصوص رنگوں سے یہ کام مکمل کیا جاتا ہے۔ مسجد نبویؐ میں ہر تعمیراتی کام رات کو کیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں نوتعمیر شدہ مسجد احسان میں بھی استاد شفیق الزمان نے خط ثلث، جلی اور خط کوفی میں اپنے فن کے جوہر دکھائے ہیں۔ کراچی ایئرپورٹ کے ٹرمینل کی مسجد بخاری میں بھی آپ کا کام خوبصورت خط ثلث جلی میں موجود ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہی استاد شفیق الزمان نے مسجد نبویؐ کے قدیم اور جدید دروازوں کے ناموں کی خطاطی مکمل کی ہے۔ استاد شفیق ہر سال پاکستان آتے ہیں۔ یہاں ان کی موجودگی سے شائقین خطاطی بھرپور استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں اہل پاکستان میں استاد شفیق الزمان جیسا خطاط اور دیگر فنون میں ماہر فنکار موجود ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اہل وطن اب تک ان کی خدمات سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ فائدہ اٹھانا تو درکنار ہمارا جاہل اور چھچھورا میڈیا جو ہر چھوٹے بڑے بھارتی اداکار و اداکارہ کی سالگرہ اور برسی ~~~ کے ٹھمکے اور گانے دکھانے کو اپنا فرض سمجھتا ہے، جو اداکارہ میرا کی عدالت میں ہر پیشی کو خوب نمک مرچ لگا کر پیش کرتا ہے، کو کبھی یہ توفیق نہ ہوسکی کہ استاد شفیق الزمان جیسے یکتا زمانہ شخصیت کے کام اور فن پر کوئی رپورٹ یا دستاویزی فلم پیش کرسکیں گو کہ استاد کا فن اور خدمات کسی تعارف یا پذیرائی کا محتاج نہیں کہ جس کے کام کو نبی کریم ﷺ کی قبولیت حاصل ہو، وہ بھلا کہاں کسی دوسرے کی تعریف کا محتاج ہو! لیکن ہمارے میڈیا والے خود کو اس نیم جاہل اور چھچھوری سوچ کے حامل معاشرے کی بہترین نمائندگی کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ میڈیا یا مالکان اور اس کے کرتا دھرتا بھی اسی معاشرے سے نکلے ہیں۔

سچ سچ بتائے گا کہ آپ میں سے کتنے لوگ پاکستان کے اس عظیم الشان سپوت کو جانتے ہیں۔ کیا ہمارے ارباب اقتدار میں سے کبھی کسی نے ان کو تمغہ حسن کارکردگی کے لئے نامزد کیا؟

میری متعلقہ حکومتی اداروں سے اپیل ہے کہ پاکستان میں استاد شفیق الزمان کے نام پر ایک ایسی اکیڈمی یا ادارہ قائم کیا جائے جہاں فن خطاطی، مصوری و نقاشی کی ترویج وتربیت کا اہتمام کیا جاسکے جہاں نوآموز خطاطوں کی تربیت کا اہتمام ہوتا کہ پاکستان سے مزید استاد شفیق الزمان جیسے گوہر نایاب پیدا ہوسکیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی ودعوتی اسفار

جامعہ خیر المدارس: جامعہ کا آغاز امرتسر میں ہوا، خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے بنیاد رکھی، تقسیم کے بعد حضرت والا ملتان تشریف لے آئے، حضرت والا کی آمد سے پہلے ہمارے مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ "جامع مسجد سراجاں" چوک حسین آگاہی میں جامعہ محمدیہ شروع فرما چکے تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ آپ کے استاذ بھی تھے، تو استاذ محترم کی تشریف آوری کے بعد حضرت جالندھریؒ نے جامعہ محمدیہ کے اساتذہ کرام، طلباء، کتابیں، تپائیاں استاذ محترم کی خدمت میں پیش فرما کر اپنے آپ کو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔ امام القرأ حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ پانی پتی بھی مولانا جالندھریؒ کی دریافت تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے جامعہ کو بام عروج تک پہنچادیا۔ ہزاروں علماء کرام نے جامعہ سے سند فضیلت حاصل کی، ہمارے حضرت لدھیانوی شہیدؒ (مولانا محمد یوسف)، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا سید ابو ذر بخاریؒ اسی جامعہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ حضرت مولانا کے بعد حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ مہتمم بنائے گئے۔ مولانا انتہائی فقیر منش اور سادہ بزرگ تھے، دیگر اساتذہ کرام کے تعاون سے جامعہ کی ترقی میں فرق نہ آنے دیا۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ انہیں کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کے دور اہتمام میں جامعہ نے تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ تعمیرات میں بھی خوب ترقی کی۔ پانچ منزلہ دارالقرآن اور کروڑوں روپے سے وسیع و عریض مسجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ موصوف کے دور اہتمام میں اساتذہ کرام کے لئے خوبصورت فیملی کوارٹرز آپ کی حسین یادگار ہیں۔ چنانچہ ۵/اپریل عصر کی نماز کے بعد طلبا کو چناب نگر کورس کی ترغیب کے لئے خطاب کی سعادت حاصل ہوئی۔

جامعہ دارالعلوم رحیمیہ پیر کالونی ملتان کے بانی و مہتمم مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری (مرتب خطبات حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ) ہیں۔ موصوف نے پیر کالونی میں کئی کنال پر مشتمل جامعہ قائم کیا۔ الحمدللہ! دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ موصوف جماعت کے ساتھ بہت شفقت فرماتے ہیں اور ہر سال جامعہ ہذا سے کثیر تعداد میں طلبا چناب نگر کورس میں شریک ہوتے ہیں۔ امسال بھی ۵/اپریل بعد نماز مغرب جامعہ کے طلبا اور اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضری اور بیان کا موقع نصیب ہوا تقریباً دو درجن سے زائد نے شرکت کا وعدہ کیا۔

مکہ مسجد کوٹ اڈو کے امام جناب صوفی عبدالستار رہے ہیں۔ موصوف جماعت کے محبین میں سے ہیں۔ کافی عرصہ سے آپ کے حکم پر سال میں ایک جمعہ فراہمی چندہ کے لئے ہوتا ہے۔ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے بندہ وقت نہ دے سکے تو غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے جمعہ کے لئے حکم فرماتے ہیں۔ مسجد کمیٹی کے متولی وصدر بھائی عبدالرزاق ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر بھی ہیں۔ آج کل مکہ مسجد کے امام وخطیب بھائی عبدالرزاق کے فرزند ارجمند مولانا محمد زکریا فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان ہیں ان کے حکم پر ۱۶/اپریل کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مکہ مسجد میں دیا۔

سناواں میں بیان: سناواں تحصیل کوٹ اڈو کا معروف قصبہ ہے۔ سناواں مجلس کا یونٹ متحرک یونٹ ہے۔ سال میں کئی ایک پروگرام منعقد کراتا ہے۔ مقامی یونٹ کے امیر مولانا عبدالحمید حقانی ہیں۔ مولانا ارشاد احمد مدرسہ ارشاد العلوم کے بانی ومہتمم ہیں۔ آپ کے حکم پر نماز جمعہ کے بعد آپ کے مدرسہ میں بیان وخطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ مدرسہ ہذا ابھی ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر مدرسہ کو مرکز ورشد وہدایت بنائیں اور اہل علاقہ کو دینی استفادہ کی توفیق نصیب فرمائیں۔ عصر کی نماز معروف چائلڈ اسپیشلسٹ جناب ڈاکٹر عبدالشکور کے کلینک میں ادا کی۔

کرنال مسجد لیہ میں درس: کرنال مسجد لیہ میں رات کا قیام وآرام ہوا۔ ۷/اپریل کو صبح کی نماز کے بعد معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر گزارشات عرض کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامعہ قادریہ بھکر میں بیان: جامعہ قادریہ بھکر کے بانی عارف باللہ مولانا محمد عبداللہؒ تھے، جن کی ابتداً مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہوئی، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور گرفتار بھی ہوئے اور کافی عرصہ پابند سلاسل رہے، ۱۹۵۶ء میں جب جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی اجازت اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حکم پر جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوگئے اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ کی رفاقت میں شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی امارت میں جمعیت کے احیاء میں متحرک وفعال رہے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں اور ۱۹۷۷ء کی نظام مصطفی کی تحریک

میں موثر کردار ادا کیا۔ پابندیاں اور گرفتاریاں کبھی بھی ان کے لئے رکاوٹ نہیں بنیں۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ناظم اعلیٰ اور امیر رہے اور آخر وقت میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرستوں میں شامل تھے۔

ماہنامہ انوار مدینہ اور مناقب نکالتے رہے۔ جس میں آپ کی ادارتی تحریر پرچہ کی جان شمار ہوتی۔ بہت ہی نفیس مزاج تھے، آپ نے بھکر میں جامعہ قادریہ کے نام سے خوبصورت ادارہ قائم کیا، جہاں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا صفی اللہ ادارہ کو چلا رہے ہیں اور آپ کے پوتے مولانا زبیر احمد انتظامی معاملات کے ساتھ ساتھ تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ادارہ ہذا ضلع بھکر کی معیاری درسگاہ ہے۔ ۷ اپریل ظہر کی نماز کے بعد جامعہ میں بیان ہوا، بیان سے فارغ ہو کر ڈیرہ اسماعیل خان روانگی ہوئی، جہاں ایک جماعتی بزرگ پچھلے دنوں وفات پاگئے جناب حافظ سید الکریم ان کے فرزند گرامی اور نواسے مولانا محمود الحسن شیخ سے تعزیت کی۔ جناب عبدالکریمؒ کی تعزیت سے فارغ ہو کر بنوں کی طرف روانہ ہوئے جہاں امیر بنوں مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کی قیادت میں رفقاء مجلس انتظار فرما رہے تھے۔ رفقاء نے خیر مقدم کرنے کے بعد جامع مسجد حق نواز خان میں پہنچایا۔

میرے بہترین دوست ڈاکٹر دوست محمد سرجن اور مولانا غلام اللہ خان تشریف لائے۔ خیر خیریت معلوم کی اور عشاء کی نماز تک رہے۔ رات قیام وآرام بھی جامعہ مدینہ تجوید القرآن میں رہا۔ جس کے بانی مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے شاگرد رشید اور جامعہ مخزن العلوم خان پور کے فاضل تھے۔ آپ نے مسجد حق نواز میں ۱۹۶۷ء میں مدرسہ مدینہ تجوید القرآن کے نام سے شروع کیا۔ موصوف ۲۰۰۵ء تک مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم رہے۔ آپ کا انتقال ۱۹/ اپریل ۲۰۰۵ء کو ہوا۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا قاری سعید احمد مدرسہ کے مہتمم اور مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ قاری حضرت گل کے ایک اور فرزند ارجمند ڈاکٹر حسین احمد نائب مہتمم ہیں موصوف آئی اسپیشلسٹ ہیں، دونوں بھائی مل کر مدرسہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ مدرسہ میں عالیہ تک کلاسیں ہیں جن میں ۲۳۰ طلباء کرام ۱۳ اساتذہ کرام کی سرکردگی میں دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہو رہے ہیں۔

مجلس بنوں کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کی معرفت ۸ اپریل کو مدرسہ مدینہ تجوید القرآن کا جلسہ منعقد ہوا، جس میں ۲۶ طلبائے قرآن کی حفظ قرآن کی تکمیل میں دستار بندی کی گئی۔ جلسہ میں وفاقی وزیر ہاؤسنگ جناب محمد اکرم خان درانی بھی تشریف لائے۔ انہوں نے خطاب بھی فرمایا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے جمعیت علماء اسلام کی کارکردگی پر روشنی ڈالی نیز انہوں نے راقم کا خیر مقدم بھی کیا اور فرمایا کہ ہمیں قائد جمعیت کا حکم ہے کہ ختم نبوت والوں کا بھرپور تعاون اور سرپرستی کی جائے۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ ہماری ثقافت کا حصہ ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو ہم اس کی دستار بندی کرتے ہیں تو میری کی بھی دستار بندی کی گئی۔ راقم الحروف مہمان خصوصی تھا۔ ’’عقیدۂ ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار‘‘ میرے ذمہ موضوع لگایا گیا تو اس پر پون گھنٹہ خطاب کیا۔

جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ کے مہتمم مولانا قاری عمر علی مدظلہ جو یہاں علماء کرام کو قرآن کی تجوید کی کلاس پڑھا رہے ہیں کا بھی تفصیلی خطاب ہوا۔ مولانا مفتی عظمت اللہ، قاری سعید احمد، مولانا قاری عبدالغفار کے پشتو میں خطابات ہوئے۔ ظہر کی نماز ہم نے ’’ککی مروت‘‘ ضلع کے ضلعی دفتر سرائے نورنگ میں آ کر پڑھی۔ سرائے نورنگ کی جماعت بہت متحرک جماعت ہے۔ ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی سوشل میڈیا پر روزانہ نمودار ہوتے ہیں۔ مولانا عبدالرحیم، مولانا مفتی ضیاء اللہ، مولانا طیب طوفانی، صاحبزادہ امین اللہ جان کابینہ کے ممبران ہیں۔

جامعہ محمودیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب:

سرائے نورنگ میں مولانا قاری گل الرحمن جامعہ محمودیہ للبنین والبنات کے نام سے ادارہ چلا رہے ہیں۔ ان کے ادارہ میں دستار بندی کا جلسہ تھا، جس میں علاقائی علماء کرام، مشائخ عظام نے بھرپور شرکت کی اور پشتو میں بیانات ہوئے۔ راقم کا بیان معراج النبی کے عنوان پر اردو میں ہوا اور یہ جلسہ عصر کی نماز تک جاری رہا۔ جامع مسجد الفلاح میں بعد عشاء جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا عبدالرحیم نے کی، جبکہ مولانا محمد ابراہیم ادہمی، مولانا محمد ادریس، مولانا بشیر احمد حقانی نے پشتو میں اور راقم نے اردو میں خطاب کیا۔ رات کا قیام مولانا عبدالرحیم کے حجرہ میں رہا۔

خانقاہ سراجیہ حاضری: سرائے نورنگ سے صبح کی نماز اور چائے کے بعد خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حاضری ہوئی۔ اتفاق سے ہمارے نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ اندرون ملک اور سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد زید مجدہ بیرون ملک کے دورہ پر تھے۔ خانقاہ شریف کی قبور پر حاضری ہوئی اور بانی خانقاہ سراجیہ حضرت اقدس مولانا احمد خانؒ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ (حضرت ثانی) حضرت اقدس شیخ المشائخ خواجہ خان محمدؒ، مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ کی قبور پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔

جامعہ حسینیہ سلانوالی: جامعہ کے بانی حضرت حکیم شریف الدین کرنالویؒ تھے، جنہوں نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں اور نظام مصطفیٰ کی

تحریک ۱۹۷۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ موصوف اہلِ حق کی پہچان تھے، ساری زندگی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں گزری۔ ۱۶؍مئی ۱۹۸۰ء کو وفات پائی، ان کے فرزندان گرامی قاری محمد اکرم مدنی اور پیر جی محمد افضل مدرسہ کا نظم چلائے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک انہیں اتحاد و اتفاق کے ساتھ دینی ادارہ کی خدمت کی توفیق دیں۔ قاری محمد اکرم مدنی درویش منش انسان ہیں۔ علاقہ میں ہونے والے تمام دینی و تبلیغی پروگراموں کی جان ہوتے ہیں۔ آپ کے حکم پر مدرسہ کے طلبا کو تعلیم قرآن کے فضائل پر مختصر بیان کرنے کا موقع ملا۔

مدنی مسجد سلانوالی میں درس: جامعہ حسینیہ سے متصل مدنی مسجد اہلِ حق کا قدیم مرکز ہے۔ قاری محمد ادریسؒ عرصہ چالیس سال تک اس مسجد کے امام رہے۔ آج کل قاری محمد سرور امام اور مسجد کے ساتھ ملحقہ مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ ہینڈی کرافٹ کی دکان کرتے ہیں اور کامیاب تاجر ہیں۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ آئے اور لاکھوں روپے کی خریداری کا عندیہ دیا۔ قاری صاحب نے پوچھا: کہاں سے تشریف لائے؟ انہوں نے کہا کہ ربوہ سے، فرمایا کہ اچھا تم مرتد ہو، میری دکان سے اتر جاؤ۔ ایک عرصہ تک مدنی مسجد میں ہر سال راقم ایک جمعہ پر حاضر ہوتا رہا، آج کل چناب نگر کے خطیب مولانا غلام مصطفیٰ تشریف لاتے ہیں۔ ۱۰؍اپریل ۲۰۱۸ء صبح کی نماز کے بعد راقم نے حضرت قاری صاحب کے حکم پر معراج النبی کے موضوع پر درس دیا۔

مرکز آلِ محمد جامعہ ختم نبوت: مولانا سیّد خالد محمود گیلانی اس مرکز کے بانی و مہتمم ہیں۔ موصوف کے والد محترم مولانا سیّد فضل الرحمٰن احرار ایک بہادر عالم دین تھے۔ ہر سال، چناب نگر کانفرنس اور اس سے قبل چنیوٹ کانفرنس میں تشریف لاتے۔ جذباتی اور احراری انداز گفتگو تھا۔ ہاتھ میں کلہاڑی رکھتے۔ شاہ جیؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے تربیت یافتہ تھے۔ مولانا سیّد خالد محمود گیلانی نے مرکز آلِ محمد کے نام سے مدرسہ قائم کیا، جہاں امسال مشکوٰۃ شریف تک سبق ہوئے۔ مولانا خالد محمود میرے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے برادر نسبتی ہیں۔ سال کے زیادہ ماہ آسٹریلیا میں گزارتے ہیں بیک وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کے مرکز کے صدر مدرس مولانا مفتی محمد ارشد مدظلہ تشریف لائے اور فرمائش کی کہ ہمارے مرکز کے طلبا کو نصائح فرمادیں، تو چند منٹ خطاب کیا۔

بخاری مسجد چناب نگر: اس کے بانی محترم مولانا قاری اللہ یار ارشدؒ تھے۔ مجلس احرار اسلام ربوہ بعد ازاں چناب نگر کے مرکز کے نگران رہے۔ مجلس احرار سے اختلاف ہوا تو چناب نگر لاری اڈا کے قریب بخاری مسجد قائم کی، خوب متحرک و فعال شخصیت کے مالک تھے۔ قادیانیوں کے اندرون خانہ حالات سے واقفیت رکھتے تھے۔ بنیادی طور پر قائم پور ضلع بہاولپور کے رہائشی تھے۔ ایک عرصہ قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ ۱۸؍جون ۲۰۱۰ء کو ساران وکٹوریہ ہسپتال میں انتقال کیا، ان کی وفات کے بعد ان کے ہمشیرزادہ مولانا محمد عمر آپ کے جانشین ہیں ہر سال آپ کی یاد میں جلسہ کراتے ہیں۔

امسال ۱۰؍اپریل کو مغرب کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت خطیب چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ جلسہ سے بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سیّد عبدالخبیر آزاد کے معاون مولانا سیف اللہ خالد نظامی اور راقم نے خطاب کیا، جبکہ نعتیہ کلام ملتان سے تشریف لائے ہوئے ملک عبدالشکور ربانی برادران نے پیش کیا اور خوب سماں باندھا۔ جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے ناظم تعلیمات مولانا محمد احمد بہاولپور، مولانا شفیق الرحمٰن اور دیگر حضرات نے خصوصی شرکت کی۔ جلسہ رات کے دس بجے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ رات کا قیام جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی میں رہا۔ صبح کی نماز کے بعد راقم نے فیصل آباد کا سفر کیا۔ جہاں اپنے شیخ کی زیارت اور مجلس کے مقامی نائب امیر مولانا سیّد فاروق ناصر شاہ کی تعزیت کی اور پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کی۔ ☆☆

سائنس.... مذہبی مسلمات کی مؤید

یورپ میں سائنسی دور آیا تو چرچ سائنسی انکشافات کے خلاف فریق بن گیا، سائنس دانوں کو خدائی کاموں میں دخل دینے والے ملحدین قرار دے کر ان کے خلاف فتوے دیئے گئے اور بہت سے سائنس دانوں کو چرچ کے فتویٰ پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جس کی وجہ سے جدید ترقی، سائنسی علم اور نئے افکار کے ساتھ چرچ کی محاذ آرائی اور مخاصمت کا ماحول بن گیا اور چرچ کو شکست خوردہ فکر اور فلسفہ کا نمائندہ قرار دے کر مسترد کر دیا گیا۔ جبکہ مسلم علماء نے سائنس اور اس کے انکشافات کے خلاف محاذ آرائی نہیں کی بلکہ اس موضوع پر کتابیں لکھی گئیں اور مقالات پیش کئے گئے کہ سائنس کا مذہب سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ وہ مذہبی مسلمات کی مؤید ہے۔ حتیٰ کہ مسلم علماء نے خلا کی طرف انسان کے سفر کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ معراج کی تائید قرار دیا، ہوائی جہاز کو حضرت سلیمانؑ کے معجزاتی ہوائی تخت کی تائید بتایا جو ہوا میں اڑتا تھا اور جس پر بیٹھ کر حضرت سلیمانؑ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیا کرتے تھے، اور ہوا کے ذریعے پیغام رسانی کو حضرت عمر بن الخطابؓ کی اس کرامت کی تائید سمجھا جس کے ذریعے انہوں نے مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور محاذ جنگ پر حضرت ساریہؓ کو جنگ کی صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔ اس لئے اسلام اور سائنس کے درمیان تصادم اور ٹکراؤ کی وہ فضا پیدا نہ ہو سکی جو یورپ میں چرچ اور سائنس دانوں کے درمیان صدیوں تک میدان کارزار بنی رہی۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲۹؍اپریل ۲۰۰۰ء)

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۴۰)

حافظ عبید اللہ

جواب نمبر 2...... مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ آسمان میں زندہ ہیں اور ان پر موت نہیں آئی، ملاحظہ فرمائیں: ”ھذا موسیٰ فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الی حیاتہ، وفرض علینا أن نؤمن بانہ حیٌّ فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین“ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور اس پر موت نہیں آئی اور وہ مُردوں میں سے نہیں۔

(نور الحق، ر، خ8، صفحات68،69)

ایک اور جگہ مرزا نے سورۃ السجدۃ کی آیت نمبر 23 کا حوالہ دے کر یوں لکھا: ”......وانت تعلم أن ھذہ الآیۃ نزلت فی موسیٰ، فھی دلیل صریح علی حیاۃ موسیٰ علیہ السلام، لأنہ لقی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، والأموات لا یلاقون الأحیاء. ولا تجد مثل ھذہ الآیات فی شان عیسیٰ علیہ السلام......“ اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر صریح دلیل ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوئی اور مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے، اور ایسی کوئی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہیں نہیں ملے گی۔ (حمامۃ البشریٰ، ر، خ7، صفحہ 221)

تو جو خوراک آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہوں گے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ملتی ہوگی، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی مسلمان بالکل یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ”حیٌّ فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین“ وہ آسمان میں زندہ ہیں، ان پر موت نہیں آئی اور وہ مُردوں میں سے نہیں۔

نوٹ: مرزا قادیانی کی یہ تحریریں قادیانی جماعت کے لئے مصیبت بنی ہوئی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ روحانی طور پر زندہ ہیں نہ کہ جسمانی طور پر، لیکن مرزا کے الفاظ ان کی یہ تاویل باطل کرتے ہیں، کیونکہ مرزا نے ”نور الحق“ میں لکھا کہ: ”حی فی السماء ولم یمت“ وہ آسمان میں زندہ ہیں اور ان پر موت نہیں آئی، اگر اس کی مراد روحانی طور پر زندہ ہونا ہوتا تو وہ ”لم یمت“ نہ لکھتا کیونکہ روحانی طور پر تو وہ بھی زندہ ہوسکتے ہیں جن پر موت واقع ہوچکی ہے، نیز دوسری تحریر میں مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی، یہاں مرزا نے ایک فقرہ بڑا اہم لکھا ہے ”مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے“ تو اس ملاقات کے وقت چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ تھے کیونکہ مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے، ظاہر ہے یہاں روحانی حیات کا مفہوم نہیں لیا سکتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ملاقات کے وقت جسمانی طور پر زندہ تھے لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات بھی ویسی ہی ماننی ہوگی، نیز آگے مرزا قادیانی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی کوئی آیت نہیں ملے گی جس میں ان کی حیات کا ذکر ہو“، مرزا کی یہ بات مزید تاکید کرتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات ”روحانی“ نہیں بلکہ جسمانی کی بات کر رہا ہے کیونکہ روحانی حیات تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی بلکہ تمام انبیاء اور نیک لوگوں کی وہ خود قرآن سے ثابت کرتا ہے (طلب کرنے پر حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں)۔

یہاں ”مُردوں کے زندوں سے نہ ملنے“ کا ذکر آیا تو مرزا قادیانی کی ایک اور بات پر بھی نظر ڈالتے جائیں، مرزا کی موت سے تقریباً ایک ماہ قبل مورخہ 7/اپریل 1908ء کو ایک امریکی جوڑا مرزا قادیانی سے ملنے آیا اور اس کے ساتھ ان کی سوال و جواب کی ایک نشست ہوئی، ایک موقع پر یہ سوال و جواب ہوئے:

سوال: مسیح کو آپ نے کس رنگ میں دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟۔

(مرزا کا) جواب: <u>ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے</u>۔

سوال: ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے، جس طرح ہم دیکھتے ہیں؟۔

جواب: نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 521، نیز دیکھیں تحفہ قیصریہ، رخ 12، صفحہ 273)

غور فرمائیں! مرزا قادیانی نے کہا کہ اس نے حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کو دیکھا ہے اور روحانی طور پر نہیں دیکھا (یعنی کشف وغیرہ کی بات نہیں کیونکہ کشف ایک روحانی چیز ہے) بلکہ جسمانی طور پر دیکھا ہے، اور خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا ہے، اور مرزا کا اپنا حوالہ پہلے گذرا جس میں اس نے لکھا ہے کہ ''مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے'' تو اب ہمارا سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور روحانی نہیں بلکہ جسمانی طور پر دیکھا، خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا تو اس وقت یہ دونوں یا تو مردہ تھے یا دونوں زندہ تھے، یہ نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی زندہ ہو اور حضرت مسیح علیہ السلام زندہ نہ ہوں کیونکہ مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے، کیا مرزا قادیانی کا کوئی مرید یہ معمہ حل کرسکتا ہے؟

جواب نمبر 3 ...... مرزا قادیانی نے اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے، جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے، جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے، جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21، صفحہ 216)

یعنی اللہ کے خاص بندوں کو روحانی خوراک ہی کافی ہوتی ہے، حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کے اندر ذکر ہے کہ دجّال کے خروج سے تین سال قبل قحط پڑے گا، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول اس وقت مؤمن کیا کریں گے (یعنی کیا کھائیں پئیں گے؟) تو اللہ کے رسول نے فرمایا ''**يجزيهم ما يجزي اهل السماء من التسبيح والتقديس**'' ان کے لئے وہی کھانا کافی ہوگا جو آسمان والوں کو کفایت کرتا ہے یعنی تسبیح وتقدیس۔ (**مسند احمد**، حدیث نمبر 27579، **المعجم الکبیر للطبرانی**، جلد 24 حدیث نمبر 404، شرح السنة للبغوي، حدیث نمبر 4263 وغیرہ)، تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب آسمان والوں میں رہتے ہیں تو ان پر وہاں کا قانون لاگو ہوگا اور انہیں تسبیح وتقدیس ہی کافی ہوگی۔

جواب نمبر 4 ...... قرآن کریم میں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کی درخواست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ایک سجا سجایا دسترخوان آسمان سے اترا (المائدۃ: آیات 112 تا 115)، تو جو اللہ آسمان سے کھانوں سے بھرا دسترخوان نازل کرسکتا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر وہی کھانے کیوں نہیں کھلا سکتا؟، اب سوال ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھائیں گے تو یقیناً تقاضائے بشریت کے ناطے انہیں قضاء حاجت کی ضرورت بھی پیش آئے گی تو وہ اپنا یہ تقاضا کہاں پورا کریں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث صحیح مسلم اور دوسری کتب میں موجود ہے جس میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن انہیں پیشاب پاخانہ نہیں آئے گا بلکہ ان کی قضاء حاجت اس طرح ہوگی کہ انہیں ایک پسینہ آئے گا جس کی خوشبو مسک جیسی ہوگی۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 2835، **باب في صفات الجنة واهلها وتسبيحهم**) تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قضاء حاجت اس طرح نہیں ہوسکتی؟

جواب نمبر 5 ...... قرآن کریم میں اصحاب کہف کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ اللہ نے ان پر نیند مسلط کردی اور وہ لوگ 309 سال تک غار میں سوئے رہے، اگر اللہ انہیں 309 سال بغیر کچھ کھائے پئے زندہ رکھ سکتا ہے تو پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں زندہ نہیں رکھ سکتا؟ یاد رہے کہ سورۃ الکہف میں مذکور اس واقعے کا تفصیل کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ 309 سال تک سوئے رہے تھے اور اللہ ان کی کروٹیں دائیں اور بائیں بدلتے رہتے تھے اور جب وہ بیدار ہوئے تو ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے کہ ہم کتنا عرصہ یوں سوئے رہے؟ اور پھر انہوں نے اپنا ایک ساتھی ان کے پاس موجود کرنسی دے کر شہر کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ ان کے لئے کھانے کا سامان لے آئے اور اسے نصیحت کی کہ احتیاط کرنا کسی کو ہمارے بارے میں پتہ نہ چلے، انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ جس بادشاہ کے ظلم سے بچ کر انہوں نے غار میں پناہ لی تھی اسے مرے ہوئے اور اس کی حکومت کو ختم ہوئے عرصہ ہوگیا ہے، ایک بار ہم نے ایک مرزائی مربی کے سامنے یہ واقعہ پیش کیا تو وہ کہنے لگا کہ یہ بات غلط ہے کہ اصحاب کہف 309 سال سوئے رہے تھے بلکہ وہ اپنا ایک آدمی اکثر شہر کی طرف بھیجتے رہتے تھے اور کھانے پینے کا سامان منگواتے رہتے تھے۔ اب ایسی ہٹ دھرمی کا علاج کس کے پاس ہے؟

(جاری ہے)

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام ’’معتمد اور غیر معتمد تفاسیر‘‘ رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۳۰)

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

امین احسن صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۸

﴿فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾ (بقرہ:۶۵)

’’یعنی ہم نے ان سے کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔‘‘ شیخ الہند محمود حسن رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں وہ لوگ فریب اور حیلہ سے ہفتہ کے دن شکار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کرکے ان کی صورت بندر کی سی کردی فہم وشعور انسانی موجود تھا ایک دوسرے کو دیکھتا تھا اور روتا تھا مگر کلام نہیں کرسکتا تھا تین روز کے بعد سب مرگئے۔ (تفسیر عثمانی، ص:۱۳)

شیخ الہند کی تفسیر عام مفسرین کے موافق ہے کہ بنی اسرائیل حقیقی اعتبار سے بندر بن گئے تھے لیکن اصلاحی صاحب نے ظاہری اور صوری مسخ کا انکار کیا ہے ان کے نزدیک یہ معنوی مسخ تھا ان کی رائے یہ ہے کہ بندر اور انسان میں زیادہ فرق نہیں ہے اصلی فرق جو ہے وہ خواہش اور ارادہ کا ہے بندر کی خواہشات میں کوئی قیود وحدود نہیں ہوتی ہیں اگر ایک انسان بھی اسی طرح ہوجائے تو دونوں میں زیادہ فرق نہیں رہ جاتا بنی اسرائیل خواہش کے بندر بن گئے تو ان کی عقلیں مسخ ہوگئیں اصلاحی صاحب کے چند جملے ملاحظہ ہوں۔ ’’اگر یہی حالت اپنی خواہشات نفس کی پیروی کسی انسان کی یا کسی انسانی گروہ کی ہوجائے تو اس کے درمیان اور بندر کے درمیان کوئی معنوی فرق نہیں رہ جاتا۔‘‘ (تفسیر تدبر قرآن:۲۰۱)

تبصرہ:

اصلاحی صاحب نے بندروں کے معنوی مسخ کی جو بات لکھی ہے یہی سرسید احمد خان، علامہ عنایت اللہ مشرقی، چوہدری پرویز اہل باطل کی رائے ہے۔ اصلاحی صاحب نے قرآن کی آیت کے ظاہر سے انحراف کیا اور حقیقت کے بجائے مجاز کی طرف چلے گئے کیونکہ یہ حضرات معجزاتی اور کرشماتی چیزوں سے بھاگتے ہیں۔

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۹

﴿فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا﴾ (بقرہ:۷۳)

ہم نے کہا کہ اس مردے کو گائے کے بعض سے مارو۔ عام مفسرین یوں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مقتول کو گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا چھوا دو جس سے وہ زندہ ہوجائے گا اور اپنے قاتل کا نام بتادے گا علامہ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ مطلب لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اللہ کی قدرت کاملہ سے کوئی بات بھی بعید نہیں ہے لیکن قسامہ کے تعلق سے مجھی مجھے خیال ہوتا ہے کہ ممکن ہے یہ قسم لینے کی طرف اشارہ ہو یعنی مقتول پر قربانی کی ہوئی گائے کا خون چھڑکو اور آس پاس والوں سے قسم لو۔ (تدبر قرآن:۲۰۵)

تبصرہ:

دراصل علامہ اصلاحی صاحب نے علامہ فراہی کے حوالہ سے اس سے پہلے صفحہ ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ کسی مقتول کے نامعلوم قاتل کو معلوم کرنے کے لئے زمانہ قدیم سے یہ تدبیر ہوتی رہی تھی کہ مقتول کے پاس ایک گائے قربان کی جاتی تھی اور آس پاس کے کھڑے سرآوردہ لوگوں پر اس کا خون چھڑکا جاتا تھا تاکہ لوگ جھوٹی قسم کھانے سے احتراز کریں یہ قسامہ کی صورت تھی ممکن ہے بنی اسرائیل کے ہاں بھی قسامہ کی صورت میں یہ شکل اختیار کی جاتی رہی ہو۔ (تدبر قرآن ص:۲۰۳)

علامہ اصلاحی صاحب اس پیچ وتاب میں گھوم پھر کر جمہور مفسرین سے الگ راستہ تلاش کرنے کی کوشش فرمارہے ہیں اور مردہ کے جسم پر گائے کا ٹکڑا مار کر مردہ کے کرشماتی اور معجزاتی طور پر زندہ ہونے سے راہ فرار اختیار کررہے ہیں اس لئے اس قصہ کو ایک ظاہری سبب قسامہ کے ساتھ جوڑ دیا ہے جو مناسب نہیں ہے اور عام مفسرین کے خلاف ہے اصلاحی صاحب نے اپنے استاذ فراہی صاحب کی پیروی کی ہے غلط راستے پر چلنے کا اشارہ انہوں نے دیا ہے۔ مولانا جلیل احسن ندوی صاحب نے بھی اصلاحی صاحب کے اس طرز پر تنقید کی ہے جو ان کی کتاب کے ص:۳۵ تا ۳۷ پر موجود ہے۔ (جاری ہے)

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون
شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ
پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم
اِن تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے
زکوۃ، صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت
کو دیجئے
نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔
اپیل کنندگان
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ
مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ
ترسیل زر کا پتہ
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.
رابطہ دفتر جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337
فیکس +92-21-32780340